﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

قائم مقام ایڈیٹر :- عبدالباسط شاھد

جلد 16 — جمعۃ المبارک 09؍جنوری 2009ء — 12؍محرم الحرام 1430 ہجری قمری ۞ 09؍صلح 1388 ہجری شمسی — شمارہ 02

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سخت جھوٹ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو۔ اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ دشمنی نہ رکھو۔ بے رخی نہ برتو۔ جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اجتنبوا کثیر من الظن حدیث نمبر:5606)

دوزخ کے سات دروازوں کے جو اصولِ جرائم سات ہیں ان میں سے ایک بدظنّی ہے
بدظنّی کے ذریعہ بھی انسان ہلاک ہوتا ہے اور تمام باطل پرست بدظنّی سے گمراہ ہوئے ہیں

’’دو قوتیں انسان کو منجر بہ جنون کر دیتی ہیں۔ ایک بدظنی اور ایک غضب جبکہ افراط تک پہنچ جاویں۔ ایک شخص کا حال سنا کہ وہ نماز پڑھا کرتا تھا کہ اوّل ابتدا جنون کی اس طرح سے شروع ہوئی کہ اسے نماز کی نیت کرنے میں شبہ پیدا ہونے لگا اور جب پیچھے اس امام کے کہا کرے تو امام کی طرف انگلی اٹھا دیا کرے۔ پھر اس کی تسلّی اس سے نہ ہوتی تو امام کے جسم کو ہاتھ لگا کر کہا کرے کہ ’’پیچھے اس امام کے‘‘ پھر اور ترقی ہوئی تو ایک دن امام کو دھکا دے کر کہا کہ ’’پیچھے اس امام کے‘‘۔ پس لازم ہے کہ انسان بدظنی اور غضب سے بہت بچے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 404)

’’چند روز سے جو مستورات میں وعظ کا سلسلہ جاری ہے ایک روز یہ ذکر آ گیا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں اور بہشت کے آٹھ۔ اس کا کیا سِرّ ہے تو یک دفعہ ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ اصول جرائم بھی سات ہی ہیں اور نیکیوں کے اصول بھی سات۔ بہشت کا جو آٹھواں دروازہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کا دروازہ ہے۔

دوزخ کے سات دروازوں کے جو اصولِ جرائم سات ہیں ان میں سے ایک بدظنّی ہے۔ بدظنّی کے ذریعہ بھی انسان ہلاک ہوتا ہے اور تمام باطل پرست بدظنّی سے گمراہ ہوئے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 386)

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ بھارت 2008ء کی مختصر جھلکیاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے دعاؤں کا ہتھیار دیا گیا ہے۔ اس لئے دعاؤں کی طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کامیابی کا باعث بنیں گی۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد تقویٰ پر چلنے کی سب سے بڑی شرط نمازوں کی ادائیگی ہے۔

(کیرالہ کی جماعت کے استقبالیہ میں شرکت۔ جنوبی ہندوستان میں پہلی بار خلیفۂ وقت کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوا۔ ہندوستانی میڈیا کی کوریج)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

27؍نومبر 2008ء بروز جمعرات:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی رہائشگاہ کے بیرونی لان میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کا انتظام بھی رہائشگاہ کے بیرونی لان میں کیا گیا تھا جہاں ڈیڑھ بجے دوپہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔ پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پونے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے احمدیہ مسجد کالیکٹ بیت القدوس کے لئے روانہ ہوئے جہاں سات بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد کچھ دیر کے لئے حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے۔ اس دوران حضور انور نے مسجد کی بالائی منزل کا بھی معائنہ فرمایا۔

استقبالیہ تقریب میں شرکت

پروگرام کے مطابق یہاں سے سوا سات بجے ہوٹل Gateway روانگی ہوئی جہاں جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرالہ) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک استقبالیہ (Reception) کا اہتمام کیا تھا۔

اس استقبالیہ تقریب میں اڑھائی صد کے قریب مہمان شامل ہوئے جن میں کالیکٹ کے میئر، BJP کے لیڈر (سابق مرکزی وزیر)، سری گوپال کرشن چیف ایڈیٹر اخبار Mathrubhuni، ادیب حضرات، پروفیسرز، ڈاکٹرز، مختلف اخبارات کے ایڈیٹرز، جرنلسٹس، سیاسی وسماجی لیڈرز اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان حضرات شامل تھے۔

آٹھ بجے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں عبدالرحمٰن کویا صاحب امیر جماعت کالیکٹ نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور مہمانوں کا تعارف کروایا۔

بعدازاں کالیکٹ کے میئر نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح باوجود پاکستانی ہونے کے 193 ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت کے روحانی سربراہ ہیں۔ ہندوستان کو اور خاص کر کالیکٹ کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں اتنی عظیم اور اہم شخصیت کا استقبال کیا جارہا ہے۔ ہندوستان مختلف مذاہب کی آماجگاہ ہے جہاں پیار و محبت، رواداری کا پیغام ہر طرف نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ پھر مَیں خلوص دل کے ساتھ آپ کی خدمت میں خوش آمدید کہنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور نے تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا کہ آج اس پروگرام میں شامل ہونے والے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ سب کا یہاں آنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ کو دوسروں کا احترام ہے۔ اور دوسروں کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل دنیا میں زیادہ لوگوں کو اپنے آپ کا ہی فکر ہے، اپنے مفادات کا ہی خیال ہے اور دوسروں کی پرواہ نہیں کہ ان کے حقوق ادا ہوں۔ کسی معاشرہ میں دلوں کو جیتنا اور محبت اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرنا بہت مشکل کام ہے۔ معاشرہ میں، سوسائٹی میں انفرادی طور سے لے کر گروپس تک، چھوٹے لیول سے لے کر بڑے لیول تک لوگ ایک دوسرے سے مشکوک رہتے ہیں۔ بعض بعض دوسروں کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ میں، دنیا میں فساد پیدا ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک طرف تو ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم سب سے زیادہ مہذب اور تعلیم یافتہ ہیں جبکہ دوسری طرف ہمارا رواداری اور بھائی چارے کا معیار پہلے سے بھی کم ہے۔ لالچ ہر چیز کو سمیٹ رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ جو ہمارے پاس ہے ہم اس پر انحصار کرتے اور مطمئن رہتے ہماری نظریں دوسروں کی جائیدادوں اور مال و دولت پر لگی ہوئی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بات بہت ضروری ہے کہ ہمیشہ دوسروں کے حقوق ادا کئے جائیں اور دوسروں کے مذاہب کا احترام کیا جائے اور حوصلہ اور بُردباری کا مظاہرہ کیا جائے اور خدا تعالیٰ نے ہمیں جو بھی وسائل مہیا فرمائے ہیں ان کو قوم کی بہتری اور مفاد میں استعمال کیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ یہاں ہندوستان میں مذاہب نے ہمیشہ ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ قریباً تمام مذاہب اس ملک میں نمائندگی رکھتے ہیں خصوصی طور پر ساؤتھ ریجن میں بھی۔ یہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس بھائی چارہ اور رواداری کے ماحول کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ خودغرض اور اپنے مفاد کے حصول کے لئے دوسروں کے حقوق غصب کرنے والوں سے بچا جائے۔ خدا تعالیٰ نے جو علم اور حکمت عطا فرمائی ہے تو اس کو معاشرہ میں، سوسائٹی میں امن و صلح کے قیام کے لئے استعمال کیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ غانا میں قیام کے دوران ایک غانین دوست سے بات چیت مجھے یاد ہے اس وقت میرے پاس کیرالہ کے ایک دوست بھی تھے۔ غانین دوست نے مجھے پوچھا کہ انڈین اور پاکستانی میں کتنا فرق ہے۔ قبل اس کے کہ مَیں جواب دیتا کیرالہ انڈیا کے دوست بولے کہ صرف جغرافیائی فرق ہے، ورنہ ہم ایک ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ہر خطہ میں اپنے انبیاء بھیجے ہیں۔ تمام انبیاء نے اپنے اپنے علاقہ میں، اپنی اپنی قوم کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ اور پھر بالآخر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا جو اسلام کی کامل تعلیم لے کر آئے۔ پھر آپ کے بعد آپ کے غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تا کہ مخلوق خدا کو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف واپس لائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرۃ:237) کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ ہم جو پیغام پہنچا رہے ہیں وہ محبت و پیار کے ساتھ پہنچا رہے ہیں نہ کہ کسی طاقت سے۔ اگر کوئی شخص ہمارے پیغام کو سنتا ہے اور قبول نہیں کرتا تو یہ اس کا اور خدا کا معاملہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج کل کے زمانہ میں ایک Issue یہ بھی ہے کہ مغربی دنیا میں بعض گروپس آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے اور نازیبا بیانات دے کر مسلمانوں کو غصہ دلاتے ہیں۔ مغربی ممالک میں عمومی طور پر رواداری اور بھائی چارہ کی فضا ہے لیکن اس مذاق اور استہزاء کو لازمی طور پر روکنا ہوگا۔ اگر ایک آدمی کسی دوسرے کے باپ کے خلاف کوئی بُری بات کہے تو یقیناً وہ آدمی جس کے باپ کو بُرا کہا گیا ہے ری ایکشن دکھائے گا۔ کسی ردّعمل کا اظہار کرے گا۔ ہر مسلمان کی نظر میں آنحضرت ﷺ کا مقام ہر شخص سے بالا ہے۔ آپ ﷺ کے بارہ میں استہزاء اور گستاخانہ کلمات پر ہر مسلمان کو بے حد دکھ پہنچتا ہے اور دل مجروح ہوتا ہے اور پھر بعض مسلمان سخت ردّعمل کا اظہار کرتے ہیں اور ان کا یہ ردّعمل درست سمت نہیں ہوتا اور ان کا یہ ردّعمل طبعی ہے اور کوئی حیران کر دینے والی بات نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم احمدی تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اور ہر ایک کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ اور کسی ایک کی شان کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہوئی ہے کہ اگر ایسا موقع آئے تو ہمارے آقا اور ہمارے دین کے بارہ میں نازیبا کلمات کہے جائیں، استہزاء کیا جائے تو ہم نے کیا اور کس ردّعمل کا اظہار کرنا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایسے مواقع پر انسان اس مجلس سے اٹھ جائے جہاں ایسی بات ہو رہی ہے اور یہ وہی تعلیم ہے جو ہمیں قرآن کریم نے بھی دی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم ہمیشہ ناراض نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو اچھی باتیں ہیں ان کے بارہ میں گفتگو میں شامل ہونا چاہئے اور ضرور حصہ لینا چاہئے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ چونکہ دعوت کسی عیسائی، بدھسٹ، ہندو یا کسی اور مذہب والے کی طرف سے ہے اس لئے اس کو قبول نہ کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہے اور ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہمیں جہاں سے بھی اچھی بات ملے، کوئی اچھا مشورہ ملے تو ہمیں اُسے اختیار کرنے میں کوئی انقباض نہیں ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ جو لوگ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے واقف ہیں وہ اس بات پر حیران ہوں گے کہ شدید مظالم کے باوجود یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کسی ظلم کے خلاف اس جیسا کوئی ردّعمل نہیں دکھانا۔

اسلام قبول کرنے والوں کو ننگے جسم ریت پر لٹا دیا جاتا اور ان کے سینے پر گرم پتھر رکھ دئے جاتے۔ مسلمانوں کو مارا جاتا، بعضوں کے جسم دو اونٹوں کے ساتھ باندھ دئے جاتے اور ان اونٹوں کو مخالف سمت دوڑایا جاتا۔ ان شدید مظالم کے باوجود یہی تعلیم دی گئی کہ ان مظالم پر صبر کیا جائے اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔

جب آنحضرت ﷺ نے مکّہ فتح کیا تو آپؐ نے سب کو معاف فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ کسی کو بھی مسلمان بنانے کے لئے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی جائے گی کیونکہ یہ بات انصاف کے خلاف ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عرب دنیا میں لڑائی سال ہا سال تک جاری رہتی تھی۔ اسلام نے آکر یہ تعلیم دی کہ معاف کیا جائے اور جو پہلے ناراضگیاں اور نفرتیں ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنا بہت مشکل تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنے عملی نمونہ سے اس کی مثالیں قائم کیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو بھی نیکیوں کے کام ہیں، اچھے کام ہیں، ان میں لازمی دوسروں کے ساتھ تعاون کرو۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے اور تکبر کرنے سے بچا جائے۔ ایک دوسرے کے احساسات کا خیال رکھا جائے۔ مسلمان، عیسائی اور ہندو لازمی طور پر اس اصول پر عمل کریں۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ اس شہر اور صوبہ کے لوگ کی بہت بڑی تعداد ان اصولوں پر عمل پیرا ہے۔ معاشرہ میں ہر مرحلہ پر امن کے قیام کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ بعض NGO's اس بارہ میں کام کر رہی ہیں اور بعض حکومتیں بھی یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ بھی ایسا کر رہی ہیں۔ ان کو لازمی طور پر اپنی کوشش میں مخلص ہونا چاہئے۔

اگر ہم آج امن کے قیام کے لئے کوشش نہیں کریں گے تو آئندہ آنے والے سالوں میں ہماری نسلیں ابتر حالات پر روئیں گی۔ آج کل جو دنیا میں تباہ کن ہتھیار مہیا ہیں اگر یہ استعمال کر لئے جائیں تو جو تباہی و بربادی ہوگی وہ ہمارے تصور سے بھی بالا ہے۔ پس ہمیں اپنی مستقبل کی نسلوں کو بچانے کے لئے لازمی کوئی قدم اٹھانا چاہئے اور ہر شخص انفرادی طور پر بھی اس میں اپنا کردار اور رول ادا کرے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بار پھر تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور خطاب کے اختتام پر دعا کروائی۔

بعدازاں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔ مختلف مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ مہمان باری باری حضور کے پاس تشریف لاتے اور شرف مصافحہ حاصل کرتے اور حضور انور ان سے گفتگو فرماتے۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی بنائی جارہی تھیں۔ مختلف اخبارات کے نمائندے اور جرنلسٹ اپنی اپنی رپورٹ تیار کرنے میں مصروف تھے۔

تقریب عشائیہ کا یہ پروگرام رات ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل Gateway سے پولیس کے ایسکورٹ میں روانہ ہو کر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

میڈیا میں کوریج

- ...... آج یہاں ملیالم زبان کے اخبار روزنامہ "Mathrubhumi" نے اپنی 17/نومبر 2008ء کی اشاعت میں لکھا:

”عورتیں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ مرزا مسرور احمد“۔

”احمدیہ مسلم خلیفہ نے فرمایا کہ عورتیں اور بچیاں اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں کوشاں رہیں۔ کالیکٹ احمدیہ مسلم

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل انٹرنیشنل کے معاونین کے لئے درخواست دعا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 7/جنوری 2009ء کو الفضل انٹرنیشنل لندن کے اجراء کو پندرہ سال پورے ہوگئے ہیں اور سولہواں سال شروع ہوگیا ہے۔ الحمدللہ۔ اس مناسبت سے گزشتہ سالوں میں جن احباب نے کسی بھی رنگ میں الفضل کی خدمت کی ہے ان کے نام بغرض دعا ہدیہ قارئین ہیں۔

- ......مکرم مرزا احمد منان صاحب (مرحوم)
- ......مکرم مقبول احمد صاحب قریشی (مرحوم)
- ......مکرم عبدالحفیظ صاحب کھوکھر (کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ)
- ......مکرم قاضی نجیب الدین احمد صاحب (ترسیل)
- ......مکرم محمد حنیف صاحب (ترسیل)
- ......ہر ہفتہ اخبار کی پیکنگ کرنے والے معاونین کے نام حسب ذیل ہیں:

مکرم عشرت علی شیخ صاحب، مکرم صفدر علی صاحب، مکرم انس احمد صاحب قادیانی، مکرم طاہر محمود صاحب، مکرم شاہد رشید صاحب، مکرم ناصر احمد بھٹہ صاحب، مکرم رانا عطاء اللہ صاحب، مکرم سید حسن خان صاحب، مکرم بشیر الدین ملک صاحب، مکرم حاجی نذیر احمد صاحب، مکرم حکیم محمد یاسین صاحب، مکرم سمیع اللہ صاحب، مکرم ڈاکٹر زبیر رانا صاحب۔

اللہ تعالیٰ ان سب خدمت کرنے والوں کو بے انتہاء فضلوں سے نوازے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

(مینیجر)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر24

مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے دعا کی تحریک

دوسری جنگ عظیم کے دوران وسط1321ہش مطابق1942ء میں محوری طاقتوں کا دباؤ مشرق وسطی میں زیادہ بڑھ گیا اور جرمن فوجیں جنرل رومیل کی سرکردگی میں جون میں طبروق کی قلعہ بندیوں پر حملہ کر کے برطانوی افواج کو شکست فاش دینے میں کامیاب ہوگئیں جس کے بعد ان کی پیش قدمی پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی۔اور یکم جولائی تک مصر کی حدود کے اندر گھس کر العالمین کے مقام تک پہنچ گئیں جو اسکندریہ سے تھوڑی دُور مغرب کی جانب برطانوی مدافعت کی آخری چوکی تھی۔جس سے مصر براہ راست جنگ کی لپیٹ میں آ گیا اور مشرق وسطی کے دوسرے اسلامی ممالک خصوصاً حجاز کی ارض مقدس پر محوری طاقتوں کے حملہ کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا۔

ان پُر خطر حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 26 /جون 1942 کے خطبہ جمعہ میں عالم اسلام کی نازک صورت حال کا دردناک نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا کہ:۔

’’اب جنگ ایسے خطرناک مرحلہ پر پہنچ گئی ہے کہ اسلام کے مقدس مقامات اس کی زد میں آ گئے ہیں۔مصری لوگوں کے مذہب سے ہمیں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو وہ اسلام کی جو توجیہہ وتفسیر کرتے ہیں ہم اس کے کتنے ہی خلاف کیوں نہ ہوں مگر اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ظاہر طور پر وہ ہمارے خدا، ہمارے رسول اور ہماری کتاب کو ماننے والے ہیں۔ان کی اکثریت اسلام کے خدا کے لئے غیرت رکھتی ہے۔ان کی اکثریت اسلام کی کتاب کیلئے غیرت رکھتی ہے اور ان کی اکثریت محمد (ﷺ) کے لئے غیرت رکھتی ہے۔اسلامی لٹریچر شائع کرنے میں اور اسے محفوظ رکھنے میں یہ قوم صفِ اول میں رہی ہے۔آج ہم اپنے مدارس میں بخاری اور مسلم وغیرہ احادیث کی جو کتابیں پڑھاتے ہیں وہ مصر کی چھپی ہوئی ہی ہیں۔اسلام کی نادر کتابیں مصر میں ہی چھپتی ہیں اور مصری قوم اسلام کے لئے مفید کام کرتی چلی آئی ہے۔اس قوم نے اپنی زبان کو بھلا کر عربی زبان کو اپنا لیا۔اپنی نسل کو فراموش کر کے یہ عربوں کا حصہ بن گئی۔اور آج دونوں قوموں میں کوئی فرق نہیں۔مصر میں عربی زبان، عربی تمدن اور عربی طریق رائج ہیں۔اور محمد عربی (ﷺ) کا مذہب رائج ہے۔پس مصر کی تکلیف اور تباہی ہر مسلمان کے لئے دکھ کا موجب ہونی چاہیے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا ہو۔اور خواہ مذہبی طور پر اسے مصریوں سے کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں۔ پھر مصر کے ساتھ ہی وہ مقدس سرزمین شروع ہو جاتی ہے جس کا ذرہ ذرہ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔نہر سویز کے ادھر آتے ہی (آج کل کے سفر کے سامانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے) چندروز کی مسافت کے فاصلہ پر ہی وہ مقدس مقام ہے جہاں ہمارے آقا ﷺ کا مبارک وجود لیٹا ہے۔جس کی گلیوں میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے پائے مبارک پڑا کرتے تھے۔جس کے مقبروں میں آپ کے والا وشیدا خدا تعالیٰ کے فضل کے نیچے میٹھی نیند سو رہے ہیں اس دن کی انتظار میں کہ جب صور پھونکا جائے گا وہ لبیک کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہو جائینگے۔ دو اڑھائی سو میل کے فاصلہ پر ہی وہ وادی ہے جس میں وہ گھر ہے جسے ہم خدا کا گھر کہتے ہیں اور جس کی طرف دن میں کم سے کم پانچ بار منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جس کی زیارت اور حج کے لئے جاتے ہیں۔ جو دین کے ستونوں میں سے ایک بڑا ستون ہے۔ یہ مقدس مقام صرف چند سو میل کے فاصلہ پر ہے اور آج کل موٹروں اور ٹینکوں کی رفتار کے لحاظ سے چار پانچ دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر نہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ وہاں جو حکومت ہے اس کے پاس نہ ٹینک ہیں نہ ہوائی جہاز اور نہ ہی حفاظت کا کوئی اور سامان۔ کھلے دروازوں اسلام کا خزانہ پڑا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ دیواریں بھی نہیں ہیں اور جوں جوں دشمن ان مقامات کے قریب پہنچتا ہے ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے۔‘‘

(الفضل 3/وفا ہش 1321 بمطابق 3جولائی 1942ء صفحہ 2-3)

حضور نے خطبہ کے دوران مقامات مقدسہ کی حفاظت کے خدائی وعدوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ’’اللہ تعالیٰ خود بھی ان کی حفاظت فرمائے گا‘‘ لیکن ساتھ ہی مسلمانوں کو ان کی عملی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا:

’’یہ ہمارا یقین ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے نہیں چھڑا سکتا۔جس طرح مکہ کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ اس کی حفاظت کرے گا جس طرح اسلام کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اسی طرح رسول کریم ﷺ کی حفاظت کا بھی وعدہ اس نے کیا ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس (المائدہ :68) مگر باوجود اس وعدہ کے ایسے ہی مقدس اور یقینی وعدہ کے جیسا کہ مکّہ مکرمہ اور خانہ کعبہ کی حفاظت کے متعلق ہے پھر بھی صحابہ کرامؓ اس وعدہ پر کفایت کر کے بے فکر نہیں ہوگئے تھے اور انہوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ خدا تعالیٰ خود آپ کو دشمنوں سے بچائے گا۔ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مدینہ میں آپ کے داخلہ سے لے کر آپ کی وفات تک برابر وہ آپ کے گھر کا پہرہ دیتے رہے۔مدینہ کے لوگوں یعنی انصار پر اللہ تعالیٰ بڑی بڑی برکتیں نازل کرے وہ بڑی ہی سمجھدار اور قربانی کرنے والی قوم تھی۔ رسول کریم ﷺ مدینہ میں آئے تو انہوں نے فوراً اس بات کا فیصلہ کیا کہ اب آپ کی ذات کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے اور ہر رات الگ الگ گروہ آپ کے مکان پر پہرہ کے لئے آتا تھا۔ پہلے تو انصار بغیر ہتھیاروں کے پہرہ کے لئے آتے تھے۔انہوں نے یہ خیال کیا کہ مدینہ اسلامی شہر ہے یہاں خطرہ کی کوئی بات نہیں ہر قبیلہ باری باری پہرہ کے لئے اپنے آدمی بھیجتا تھا مگر وہ بغیر ہتھیاروں کے ہوتے تھے

ایک رات رسول کریم ﷺ اپنے گھر میں تھے کہ باہر آپ نے تلواروں اور نیزوں کی جھنکار سنی۔آپ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ انصار کا ایک گروہ سر سے پاؤں تک مسلح آپ کے مکان کے گرد پہرہ کے لئے کھڑا ہے۔آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا بات ہے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! لوگ تو بغیر ہتھیاروں کے پہرہ کے لئے آیا کرتے تھے مگر ہمارے قبیلہ نے فیصلہ کیا ہے کہ پہرہ کے انتظام کے معنی یہ ہیں کہ خطرہ کا احتمال ہے اور جب خطرہ ہوسکتا ہے تو اسے روکنے کے لئے ہتھیار بھی ضرور ہونے چاہئیں اس لئے ہم مسلح ہو کر پہرہ کے لئے آئے ہیں آپ نے ان لوگوں کے لئے دعا فرمائی اور اندر تشریف لے گئے۔اس کے بعد باقی قبائل نے بھی مسلح ہو کر پہرہ دینا شروع کر دیا ایک دفعہ مدینہ میں کچھ شور ہوا اور خیال تھا کہ شائد رومی حملہ کرینگے۔ اس لئے مسلمان ہتھیار لے کر باہر کی طرف بھاگے مگر چند صحابی دوڑ کر مسجد نبوی میں جمع ہو گئے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے حملہ کا خوف تو باہر سے تھا آپ لوگ مسجد میں کیوں آ بیٹھے انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں تو یہی جگہ حفاظت کئے جانے کے قابل نظر آتی ہے۔ اس لئے یہیں آ گئے ...... یہ قربانیاں کرنے والے جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے اور فرمایا ہے کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس یعنی اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے حملوں سے بچائے گا۔مگر باوجود اس وعدہ کے جو قربانیاں انہوں نے آپ ﷺ کی حفاظت کیلئے کیں کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کا ایمان کمزور تھا اور وہ خدا تعالیٰ کو اس وعدہ کے پورا کرنے پر قادر نہ سمجھتے تھے؟ یا کیا وہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا بلکہ نعوذ باللہ محمد (ﷺ) نے اپنے پاس سے بنا لیا ہے؟ ان کی قربانیاں اور ان کا اخلاص دونوں بتاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بات بھی ان کے وہم یا خیال میں نہ تھی ان کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور انہیں یہ بھی یقین تھا کہ وہ آپ کو بچانے کی طاقت رکھتا ہے اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے سامان مہیا کر سکتا ہے مگر ان کی تمنا، ان کی آرزو اور ان کی خواہش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو بچانے کے لئے جو ہتھیار اپنے ہاتھ میں لے وہ ہم ہوں۔ وہ چاہتے تھے کہ کاش وہ ذریعہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچانے کا اختیار کرنا ہے وہ ہم بن جائیں اور وہ بن گئے۔اور انہوں نے متواتر دس سال تک اپنی جانوں اور عزیز ترین رشتہ داروں کی جانوں کو قربان کر کے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا ہتھیار ثابت کر دیا۔ وہ مہاجر اور وہ انصار اس وعدہ کو پورا کرنے کا ذریعہ بن گئے جنہوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے آگے اور پیچھے ہو کر ہر موقعہ پر جنگ کی۔ان کی اول خواہش اور تمنا بھی اور ان کی آخری خواہش اور تمنا بھی یہی تھی کہ کاش وہ فنا ہو جائیں وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر آنحضرت ﷺ پر کوئی آنچ نہ آئے ...... یہ وہ قربانیاں تھیں جو باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے وعدہ کے صحابہؓ نے آپ کی حفاظت کے لئے کیں۔پس اس میں شبہ نہیں کہ مکہ اور مدینہ کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حفاظت کے لئے آسمان سے فرشتے نہیں اتارا کرتا۔ بلکہ بعض بندوں کو ہی فرشتے بنا دیتا ہے۔اور ان کے دلوں میں اخلاص پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے ہتھیار بن جائیں۔ وہ گو انسان نظر آتے ہیں مگر ان کی روحوں کو فرشتہ کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو کام فرشتوں سے لینا تھا اسے کرنے کے لئے وہ آگے بڑھتے ہیں اس لئے وہ فرشتے بن جاتے ہیں۔اور جب وہ فرشتے ہو گئے تو مر کیسے سکتے ہیں۔فرشتے نہیں مرا کرتے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ شہداء کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے خدا کے حضور رزق دیئے جاتے ہیں۔ پس گو ان مقامات کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ مسلمان ان کی حفاظت کے فرض سے آزاد ہو گئے ہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ ہر سچا مسلمان ان کی حفاظت کے لئے اپنی پوری کوشش کرے جو اس کے بس میں ہے۔‘‘

(الفضل 3جولائی 1942ء صفحہ 3-4)

خطبہ کے آخر میں حضور نے خاص تحریک فرمائی کہ احمدی ممالک اسلامیہ کی حفاظت کے لئے نہایت تضرع اور عاجزی سے دعائیں کریں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

’’یہ مقامات روز بروز جنگ کے قریب آ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی مشیت اور اپنے گناہوں کی شامت کی وجہ سے ہم بالکل بے بس ہیں اور کوئی ذریعہ ان کی حفاظت کا اختیار نہیں کر سکتے، ادنیٰ ترین بات جو انسان کے اختیار میں ہوتی ہے یہ ہے کہ اس کے آگے پیچھے کھڑے ہو کر جان دیدے مگر ہم تو یہ بھی نہیں کر سکتے اور اس خطرناک وقت میں صرف ایک ہی ذریعہ باقی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں کہ وہ جنگ کو ان مقامات مقدسہ سے زیادہ سے زیادہ دُور لے جائے اور اپنے فضل سے ان کی حفاظت فرمائے۔ وہ خدا جس نے ابرہہ کی تباہی کیلئے آسمان سے وبا بھیج دی تھی اب بھی طاقت رکھتا ہے کہ ہر ایسے دشمن کو جس کے ہاتھوں سے اس کے مقدس مقامات اور شعائر کو کوئی گزند پہنچ سکے کچل دے...... پس مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ وہ خود ہی ان مقامات کی حفاظت کے سامان پیدا کر دے۔ اور اس طرح دعائیں کریں جس طرح بچہ بھوک سے تڑپتا ہوا چلاتا ہے۔جس طرح ماں سے جدا ہونے والا بچہ یا بچہ سے محروم ہو جانے والی ماں آہ و زاری کرتی ہے اسی طرح اپنے رب کے حضور دعائیں کریں کہ اے اللہ! تو خود ان مقدس مقامات کی حفاظت فرما۔ اور ان لوگوں کی اولادوں کو جو آنحضرت ﷺ کے لئے جانیں فدا کر گئے اور ان کے ملک کو ان خطرناک نتائج سے جو دوسرے مقامات پر پیش آ رہے ہیں بچا لے۔اور اسلام کے نام لیواؤں کو خواہ وہ کیسی ہی گندی حالت میں ہیں اور خواہ ہم سے ان کے کتنے اختلافات ہیں ان کی حفاظت فرما اور اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھ جو کام آج ہم اپنے ہاتھوں سے نہیں کر سکتے وہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کر دے اور ہمارے دل کا دُکھ ہمارے ہاتھوں کی قربانیوں کا قائم مقام ہو جائے۔‘‘

(الفضل 3جولائی 1942ء صفحہ 4-5)

بعض متعصب ہندو ہمیشہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہندوستان کی نسبت مکّہ اور مدینہ کی محبت بہت زیادہ ہے۔ اس موقعہ پر حضور نے اس اعتراض کا یہ نہایت لطیف جواب دیا کہ:۔

’’بے شک دین کی محبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ وطن کی محبت نہیں ہے۔ اگر ہمارا ملک خطرہ میں ہو تو ہم اس کے لئے قربانی کرنے میں کسی ہندو سے پیچھے نہیں رہیں گے۔لیکن اگر دونوں خطرہ میں ہوں یعنی ملک اور مقامات مقدسہ تو مؤخر الذکر کی حفاظت چونکہ دین ہے اور زندہ خدا کے شعار کی حفاظت کا سوال ہے اس لئے ہم اسے مقدم کریں گے۔ بیشک ہم عرب کے پتھروں کو ہندوستان کے پتھروں پر فضیلت نہ

دیں لیکن ان پتھروں کو ضرور فضیلت دیں گے جن کو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے فضیلت کا مقام بنایا ہے...... ایک مادہ پرست ہندو کیا جانتا ہے کہ وطن اور خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ شعائر میں کیا فرق ہے۔ وہ عرفان اور نیکی نہ ہونے کی وجہ سے اس فرق کو سمجھ نہیں سکتا...... حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان ہمارے ایمان کا جزو ہے مگر وہ گلیاں جن میں ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ چلتے رہے ہیں۔ وہ پتھر جنہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے عبادت کا مقام بنایا ہمیں وطن سے زیادہ عزیز ہیں۔ اس پر کوئی ہندو یا عیسائی حاسد جلتا ہے تو جل مرے ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں۔''

(الفضل 3/جولائی 1942ء صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس تحریک پر قادیان اور بیرونی احمدی جماعتوں میں مقامات مقدسہ کے لئے مسلسل نہایت پُر درد دعاؤں کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب خلیفہ اور اپنی پیاری جماعت کی تضرعات کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور جلد ہی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ چنانچہ 23/اکتوبر 1942ء کو برطانوی فوجوں نے العالمین پر جوابی یلغار شروع کی۔ اُدھر شمالی افریقہ کے مغربی حصے (یعنی مراکش اور الجزائر) میں امریکہ نے اپنی فوجیں اتار دیں جو مغرب سے مشرق کو بڑھنے لگیں۔ 13/نومبر 1942ء کو برطانوی فوجوں نے طبروق پر اور 20 نومبر تک بنغازی پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔

(''تاریخ اقوام عالم'' صفحہ 738 (مؤلفہ مرتضیٰ احمد خان) ناشر مجلس ''ترقئ ادب'' نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور، سن اشاعت 1958ء)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مرحلہ پر غیرت اسلامی کا جو اظہار فرمایا اسے مخالفین احمدیت نے بھی بہت سراہا۔ چنانچہ احراری اخبار ''زمزم'' نے اپنی 19/جولائی 1942ء کی اشاعت میں لکھا:۔

''موجودہ حالات میں خلیفہ صاحب نے مصر اور حجازِ مقدس کے لئے اسلامی غیرت کا جو ثبوت دیا ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے۔ اور انہوں نے اس غیرت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔''

نیز لکھا:۔

''زمزم'' معترف ہے کہ مقدس مقامات کی طرف سے خلیفہ صاحب کا اندیشہ بالکل حق بجانب ہے۔''

(الفضل 22/جولائی 1942ء صفحہ 1 کالم 4، ماخوز از تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 324-331)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی و بیلجیئم 2008ء کی مختصر جھلکیاں

بیلجیئم میں حضور انور کا ورود مسعود، والہانہ استقبال۔ مجلس انصاراللہ بیلجیئم کے اختتامی اجلاس میں شرکت اور انصار سے خطاب

یہ سال جو خلافت جوبلی کا سال ہے اس میں ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیاداروں کی طرح خوشیاں منا لینا، جوبلی منا لینا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اگر اس سال سے صحیح استفادہ کرنا ہے تو اس روح کی تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کے لئے یہ جوبلی منائی جا رہی ہے۔ اور وہ ہے خلافت کے ذریعہ اس پیغام کو جو آنحضرتؐ کا پیغام ہے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا۔

(رپورٹ مرتبہ : عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

19/اکتوبر 2008ء بروز اتوار:

صبح ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشن ہاؤس کے احاطہ میں نصب مارکی میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر پر مارکی نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد نے رات مشن ہاؤس میں گزاری تا کہ حضور انور کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی جائے۔

صبح دس بجے برسلز میں انڈین ایمبیسی کے فرسٹ سیکرٹری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ موصوف نے حضور انور کے دفتر میں حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ یہ ملاقات سوا دس بجے تک جاری رہی۔ بعدازاں برسلز میں مقیم سیرالیون کے ایمبیسیڈر نے مشن ہاؤس آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوف سیرالیون میں ایک احمدیہ سیکنڈری سکول کے طالبعلم ہیں اور ملک میں جماعت کی مختلف میدانوں میں خدمات اور جماعت کی ترقی سے خوب واقف ہیں۔

ملاقات کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ یہ ملاقات نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔

آج بلجیم کے اجتماع کا آخری دن تھا۔ مجلس انصاراللہ بلجیم کا سالانہ اجتماع اپنے شیڈول کے مطابق 25,24 مئی 2008ء کو منعقد ہونا تھا۔ لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے ملتوی ہوتا رہا اور بالآخر 18-19/اکتوبر 2008ء کو ہونا قرار پایا۔ ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ حضور انور اپنے دورہ فرانس، ہالینڈ اور جرمنی کے دوران برلن سے واپسی پر ایک روز بلجیم میں بھی قیام فرمائیں گے۔ دورہ کا پروگرام ترتیب دیتے ہوئے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18/اکتوبر بروز ہفتہ برلن سے واپسی پر رات بلجیم میں قیام کا ارادہ فرمایا تو اگلا روز ان کے اجتماع کا اختتامی دن تھا۔ صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے حضور انور کی خدمت میں اجتماع کے اختتامی اجلاس میں شرکت کی درخواست کی جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔

اجتماع کا اختتامی اجلاس

گیارہ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اجتماع کی اختتامی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو احباب جماعت نے ولولہ انگیز نعروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور کی بلجیم آمد کی وجہ سے ساری جماعت اکٹھی ہوگئی تھی۔ انصاراللہ کے علاوہ خدام اور اطفال بھی بڑی تعداد میں موجود تھے اور لجنہ بھی بڑی تعداد میں موجود تھیں۔ جماعت کا ہر فرد مرد و خواتین اور چھوٹے بڑے حضور انور کی آمد سے فیض پا رہے تھے۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم اعظم بھاگٹ صاحب نے پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ منور احمد بھٹی صاحب نے پیش کیا۔ بعدازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام ''حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی'' سے منتخب اشعار مکرم طارق حسین صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ ''انصاراللہ کا عہد'' میز پر موجود ہونا چاہئے تھا)۔ بعدازاں حضور انور نے مجلس انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں انصاراللہ کا اجتماع اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اتفاق سے ان دنوں میرا جرمنی جانے کا پروگرام تھا۔ صدر صاحب نے درخواست کی کہ واپسی پر اس اجتماع میں شامل ہو جاؤں تو اس طرح اتفاقاً پروگرام بن گیا۔

اس جوبلی کے سال ہر جماعت کی خواہش ہے کہ ان کے جلسوں میں مَیں شامل ہوں لیکن ہر جگہ جانا ممکن نہیں ہے۔ بہرحال بلجیم کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس کے انصاراللہ کے اجتماع میں کافی تعداد میں دوسرے بھی آئے ہوئے ہیں تو اس لحاظ سے اس اجتماع میں شمولیت اس سال کے حوالے سے ہوگئی ہے۔ اور بلجیم کی بھی نمائندگی ان ملکوں میں ہوگئی ہے یا میرا پروگرام جن ملکوں میں جانے کا بنا ہے بلجیم بھی ان میں شامل ہوگیا۔ جہاں اس سال کے حوالے سے اجتماع یا جلسے میں شامل ہوا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سال جو خلافت جوبلی کا سال ہے اس میں ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خوشی منا لینا، جوبلی منا لینا یہ تو دنیاداروں کی طرح ہمارا مقصد نہیں۔ اگر اس سال سے صحیح استفادہ کرنا ہے تو پھر اس روح کو تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کے لئے یہ جوبلی منائی جا رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے 27/مئی کے جلسہ میں ایک عہد لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا اور خلافت احمدیہ کے قیام کے لئے آخر دم تک کوشش کرنی اور خلافت کے ذریعہ سے اس پیغام کو جو آنحضرت ﷺ کا پیغام ہے دنیا کے کونے کونے تک پہنچا کر اپنے ملک کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک کہ اس کا حق ادا نہ ہو جائے۔

حضور نے فرمایا: ابھی آپ نے ایک عہد بھی کیا ہے کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کروں گا۔ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے آخر دم تک کوشش کروں گا۔ اپنے بچوں میں بھی یہ روح پھونکنے کی کوشش کروں گا تو یہ عہد جو ہے اس کو معمولی عہد نہ سمجھیں۔ یہ ایک بہت بڑا عہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر ہم یہ عہد کر رہے ہیں اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ جو انصاراللہ ہیں اگر آپ نے اپنے اس عہد کو نہ نبھایا، اپنے اس عہد کو نبھانے کے لئے وہ بھرپور کوشش نہ کی جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے تو آئندہ آنے والی نسلیں آپ کو معاف نہیں کریں گی کیونکہ انہوں نے بھی آپ کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ جن بچوں کی، جن نوجوانوں کی تربیت آپ نے کرنی ہے وہ آپ کو الزام دیں گی کہ کیوں ہماری تربیت نہیں کی۔ اس لئے یہ یاد رکھیں کہ عہد جو آپ نے کیا ہے اس کو نبھانا آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں انصاراللہ کا لفظ دو جگہ آیا ہے اور ہر جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے بات کی گئی ہے۔ آپ نے اپنے ماننے والوں سے پوچھا کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ (سورۃ الصف:15) کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف بلانے میں میرے انصار ہوں گے۔ تو حواریوں نے یہی جواب دیا نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ کہ ہم ہیں وہ انصار وہ مددگار جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لئے آپ کے مددگار ہوں گے۔ یہ ایک عہد تھا جو انہوں نے کیا اور نبھانے کی کوشش کی اور یہی عہد آپ بھی کر رہے ہیں۔ آپ کو نام دیا گیا ہے انصاراللہ کا۔ صرف نام دینا کافی نہیں ہے۔ ہر وقت یاد رکھیں کہ اسلام کی روح کیا ہے۔ اسلام کے اندر کیا کیا گہری باتیں ہیں جن کا ہم نے خیال رکھنا ہے۔ جن کا ہمیں ہر وقت احساس ہونا چاہئے۔

حواری کا مطلب کیا ہے؟ حواری کا مطلب ہے جو کپڑے دھو کر صاف کرے ایسا شخص حواری کہلاتا ہے جو دھلائی کرنے والا ہو۔ کپڑوں کی دھلائی کر کے ان کو صاف کر دینے والا ہو۔ پھر حواری کا مطلب ہے ایسا شخص جو امتحانوں سے آزمایا جائے اور ان میں سے کامیاب ہو کر نکلے، کبھی کمزوری دکھانے والا نہ ہو۔

پھر حواری ایسے شخص کو بھی کہتے ہیں جس کے کردار میں کوئی ملونی اور ملاوٹ نہ ہو۔ ایسا پاک صاف کردار ہو کہ جو کہہ رہا ہے اس پر عمل بھی کر رہا ہے۔

اب آپ گہرائی میں جا کر دیکھیں کہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے جو انصاراللہ پر پڑتی ہے۔ جو یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم انصاراللہ ہیں۔

پھر حواری اس کو کہتے ہیں کہ جس کے مشورے اور عمل ایمانداری اور وفا کے ساتھ ہوں۔ پھر حواری کا ایک مطلب یہ

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ڈاکٹر یا طبیب کا علاج بھی اس وقت فائدہ مند ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ جو شافی ہے اس کی بھی مرضی ہو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاس۔اِشْفِ وَ اَنْتَ الشَّافِی ۔ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ۔ اِشْفِنِی شِفَاءً کَامِلاً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا کی دعا ہر ایک کو کرنی چاہئے۔

ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ شافی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا اذن ہوگا تو مَیں شفا پاؤں گا۔

ہر احمدی جو معالج ہے سب سے یہ پہلے ذہن میں رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی عقل اور علم سے مَیں علاج تو کر رہا ہوں لیکن شافی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر اس کا اِذن ہوگا تو میرے علاج میں برکت پڑے گی۔

مَیں احمدی طلباء سے کچھ سالوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ہر قسم کی ریسرچ کے میدان میں آگے آئیں۔ یہ میدان بڑی تیزی سے ان ملکوں میں خالی ہو رہا ہے اور دنیا کو اس کی ضرورت بھی ہے۔

(قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے علاج اور شفاؤں کی فلاسفی پر بصیرت افروز نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 19/دسمبر 2008ء بمطابق 19/فتح 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

دنیا میں ہزاروں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو روزانہ مختلف بیماریوں اور وباؤں کا شکار ہوتے ہیں۔ کسی بڑے ہسپتال میں انسان چلا جائے تو لگتا ہے کہ دنیا میں سوائے مریضوں کے کوئی ہے ہی نہیں۔ مغربی اور ترقیاتی ممالک میں تو علاج کی بہت سہولتیں ہیں جن سے عام آدمی فائدہ اٹھاتا ہے لیکن تیسری دنیا کے اور غریب ممالک میں اگر جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ لاکھوں مریض ایسے ہیں جو اپنی غربت یا وسائل نہ ہونے کی وجہ سے علاج کروا ہی نہیں سکتے۔ اور بیماری کی حالت میں انتہائی بے چارگی میں پڑے ہوتے ہیں۔ بڑی کسمپرسی کی حالت ہوتی ہے۔ پھر ان ملکوں کے ہسپتالوں کی حالت بھی ایسی ہے کہ اگر کوئی ہسپتال میں چلا بھی جائے تو پوری سہولتیں میسر نہیں۔ اگر کچھ سہولتیں ہیں تو ڈاکٹر میسر نہیں ہے اور پھر اس وجہ سے علاج نہیں ہوسکتا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں لاکھوں لوگ بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا جس کو علاج کی سہولتیں مل جاتی ہیں ان کے لئے شفا اور صحت مقدر ہوتی ہے وہ شفایاب بھی ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سی تعداد ایسی بھی ہے جو اپنی اجل مسمّٰی کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور کوئی علاج بھی ان پر کارگر نہیں ہوتا۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنی غلطیوں کی وجہ سے بعض بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں اور بظاہر ان کی عمریں بھی چھوٹی ہوتی ہیں اور صحت بھی صحیح اور ٹھیک نظر آ رہی ہوتی ہے لیکن ذرا سی بیماری سے وہ باوجود علاج کے شفا نہیں پاتے یا کوئی ایسی بیماری ان کو لگ جاتی ہے جو ایک دم خطرناک ہو جاتی ہے۔ ہر ممکن طریقہ اپنی زندگی کو بچانے کا کرتے ہیں لیکن ان کی اجل مسمّٰی سے پہلے ہی ان کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

دنیا میں بے شمار ایسے بھی لوگ ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ بعض ممالک میں علاج کی سہولتیں نہیں ہیں اور جو علاج کی سہولت نہیں رکھتے یا جس جگہ پہ علاج نہیں ہوسکتا وہاں ان کو سہولت ہی میسر نہیں یا ان کو علاج کروانے کی طاقت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ بعض کو بڑی خطرناک بیماریوں سے شفا دے دیتا ہے اور پھر وہ لمبی زندگی گزارتے ہیں یا ایسے بھی ہیں جو ہر قسم کے علاج کے ناکام ہو جانے کے بعد اپنے کسی بزرگ کی دعا سے یا کسی دوسرے کی دعا سے یا صرف اپنی دعا سے صحت یاب ہو جاتے ہیں اور یہ ساری باتیں ایک سعید فطرت انسان کو اس بات پر سوچنے اور توجہ دلانے پر مجبور کرتی ہیں اور ہونی چاہئیں کہ علاج سے بھی بغیر علاج کے بھی شفا پانا، اور علاج کے باوجود بھی شفا نہ پانا، ان سب عوامل اور ذریعوں کے پیچھے کوئی طاقت بھی کارفرما ہے۔ کوئی ایسی ہستی ہے جو شفا کے عمل کا اصل محرک اور وجہ ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا بعض اوقات ہر قسم کے علاج کی ناکامی کے باوجود یا علاج کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ کے آگے فریاد کرنے والوں کی بے چین دعاؤں سے ایک انسان جو بظاہر موت کے منہ میں گیا ہوا لگتا ہے واپس آ جاتا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ شفا کا ذریعہ صرف علاج ہی نہیں ہے بلکہ 'علاج یا نہ علاج' دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات شفا دینے والی ہے۔ اور یہی اسلام ہمیں بتاتا ہے اور اس پر ایک مومن کو کامل یقین ہونا چاہئے اور ہوتا ہے۔ ایک نیک فطرت انسان تو سوچنے کے مراحل پر ہوتا ہے لیکن ایک مومن جو ہے وہ اس یقین پر قائم ہوتا ہے کہ حقیقی شافی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہر مریض جو کسی بھی مومن کے سامنے شفا پاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت شافی پر اس کے یقین کو مزید مضبوط کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شافی ذات صرف انسان تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ تمام جاندار چرند، پرند حتی کہ نباتات بھی اس کے نمونے دکھا رہے ہوتے ہیں۔

آج کل تو انسان ریسرچ کرتا ہے جانوروں پر بھی ریسرچ ہوتی ہے، ان کا بھی علاج ہو رہا ہوتا

ہے۔ پودوں پر بھی ریسرچ ہورہی ہے ان کا بھی علاج ہورہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو طریقے بتاتا ہے کہ یہ یہ ان چیزوں کے علاج ہیں۔ یہ علاج کرو گے تو یہ صحت یاب ہو جائیں گے۔ آج کل کی دنیا میں زراعت ہی لے کو لیں بہت سارے پودوں کی بیماریوں کی وجہ پتہ لگتی ہے اور پھر ان کا علاج دریافت ہوتا ہے اور پھر ان علاجوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بہتری بھی رکھی ہوتی ہے۔ اسی طرح جانوروں میں، گھریلو اور پالتو جانوروں کے علاوہ جنگلی جانوروں میں بھی یہ ریسرچ ہورہی ہے۔ لیکن انسان جو اشرف المخلوقات ہے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جسمانی شفا کے ساتھ ساتھ روحانی شفا کا بھی انتظام کیا ہوا ہے اور روحانیت کی ترقی اور اپنے قریب کرنے اور روحانی بیماریوں کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ اگر انسان اپنی عقل کا صحیح استعمال کرے تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا چلا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کی روحانی اور جسمانی شفا کے لئے سامان پیدا فرمائے ہیں۔

اس وقت مَیں جسمانی بیماریوں سے متعلق ہی بات کروں گا کہ کس کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے شفا کا انتظام فرمایا ہوا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اپنی دوسری مخلوق کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو مقرر کیا ہے کہ ان کے بھی علاج کرواور اس طرح جانوروں کی بیماریوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا انسانوں کے ساتھ ساتھ بہت ریسرچ ہوتی ہے۔ انسانوں کی بیماریوں پر جو تحقیق ہے اور ان کے علاج کی جو کوشش ہے اس کی تو حد اور انتہا نہیں ہے۔ بڑے ملکوں میں بعض دفعہ بہت بڑی رقمیں صحت کے اوپر خرچ ہوتی ہیں۔ آج کل جو نئی نئی دوائیوں کی ایجادات ہیں اور مختلف آپریشنوں اور مختلف پروسیجرز (Procedures) کی جو نئی تحقیق ہے، جن کے ذریعہ سے آج کل جو انسان علاج کرواتا ہے صحت یاب ہوتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عقل دی ہے اس کو وہ استعمال میں لایا اور یہ علاج پیدا ہوئے۔ آج ترقی یافتہ دنیا میں بیماریوں کے علاج کی شرح بہت بہتر ہوگئی ہے۔ چند دہائیاں پہلے بعض علاج ایسے ہیں جو سوچے بھی نہیں جاسکتے تھے۔ لیکن آج بھی انسان کو یہ بتانے کے لئے کہ شافی تم نہیں بلکہ مَیں ہوں، ایسے کیس جن پر بعض اوقات ڈاکٹروں کو 100 فیصد یقین ہوتا ہے کہ بچ جائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں شفاء نہیں دیتا۔ پس ایک مومن کی نظر ہمیشہ کی طرح اپنی بیماریوں میں بھی بجائے ڈاکٹروں کے اپنے شافی خدا پر ہونی چاہئے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک ایسے ہی بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے کو جو اپنے آپ کو بڑا معالج سمجھتا تھا۔ فرمایا کہ اصل طبیب تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں تُو ایک ہمدردی کرنے والا شخص ہے۔ اس بیماری کا اصل طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ جو بھی چیز پیدا ہوتی ہے اس کی طرف سے ہے یا انسان کی غلطیوں کے جو منطقی نتیجے نکلتے ہیں پھر قانون قدرت کے تحت انسان کو ان کے نتیجے بھگتنے پڑتے ہیں۔

اس زمانہ میں بھی اپنے آقا و مطاع کی حقیقی پیروی کرنے والے اور غلام صادق سے بھی ایک دفعہ اسی طرح کا واقعہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو جو اپنے آپ کو بڑا ماہر طبیب سمجھتا تھا اور جس کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو یقین تھا اس کا خانہ خالی لگتا تھا۔ آپؑ نے ایسے علاج کرنے والے کو بڑا ناپسند فرمایا اور اس سے علاج کروانے سے انکار کر دیا۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت صاحب کو دوران سر کا عارضہ تھا۔ ایک طبیب کے متعلق سنا گیا کہ وہ اس میں خاص ملکہ رکھتا ہے۔ اسے کرایہ بھیج کر کہیں دُور سے بلوایا گیا۔ اس نے حضورؑ کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں آپ کو آرام کر دوں گا۔ یہ سن کر حضرت صاحب اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے علاج میں ہرگز نہیں کرانا چاہتا۔ یہ کیا خدائی کا دعویٰ کرتا ہے؟ اس کو واپس کرایہ کے روپے اور مزید 25 روپے بھیج دیئے کہ یہ دے کر اس کو رخصت کردیں۔ چنانچہ اسے واپس بھجوا دیا گیا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 145۔ مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہے اللہ والوں کا طریقہ کہ بیماری کی صورت میں بھی کامل یقین اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے نہ کسی معالج پر، نہ کسی دوائی پر۔ پس اس زمانے میں جب کہ نئی نئی ایجادات ہوگئی ہیں۔ ایسی لائف سپورٹ (Life Support) مشینیں بن گئی ہیں جن سے کافی لمبا عرصہ زندہ رکھا جاسکتا ہے، یا زندگی کو دوبارہ بحال کیا جاسکتا ہے۔ جراحی کے بھی نئے نئے طریقے ایجاد ہو گئے ہیں۔ لوگوں کی عمریں بھی بہت بڑھ گئی ہیں۔ ہمارے لئے آنحضرت ﷺ اور آپ کے غلام صادق اور زمانے کے امام کا یہ ارشاد اور یہ اسوہ ہے۔

آج سے چند سال پہلے جیسا کہ مَیں نے کہا جو بیماری ناقابل علاج سمجھی جاتی تھی آج اس کے علاج کو معمولی سمجھا جاتا ہے۔ اس ترقی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ انسان اب خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کی حکومت میں یا اس کی صفات میں برابری کا حصہ دار بن گیا ہے۔ بلکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے انسان کو اتنی عقل دی ہے کہ وہ نئے علاج بھی دریافت کر رہا ہے اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ پھر اپنا فضل کرتے ہوئے انسان کو شفا بھی دے رہا ہے۔ شافی اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ انسان تو جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک ہمدردی کرنے والا شخص ہے اور ہر ریسرچ کرنے والے کو جو بیماریوں کے علاج کے لئے ریسرچ کرتا ہے اور ہر ڈاکٹر کو اور طبیب کو صرف دوسرے انسان اور اپنے مریض کا ہمدرد بنتے ہوئے انسان کی بہتری کے لئے کوشش کرنی چاہئے اور یہی ایک مومن کی شان ہے۔ غیر تو اس طرح نہیں سوچتے لیکن ایک احمدی کی سوچ یہی ہونی چاہئے۔

پس ہر احمدی ڈاکٹر اور ریسرچ کرنے والے کو اپنے مریضوں کے لئے اس انسانی ہمدردی کے جذبہ سے کام کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ڈاکٹرز (ربوہ کے ہسپتالوں میں بھی، افریقہ میں بھی) اپنے نسخوں کے اوپر هُوَ الشَّافِي لکھتے ہیں۔ اگر ہر ڈاکٹر دنیا میں ہر جگہ اس طرح لکھتا ہو اور ساتھ اس کا ترجمہ بھی لکھ دے تو یہ بھی دوسروں پر ایک نیک اثر ڈالنے والی بات ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو بھی جذب کرنے والی ہوگی اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ میں شفاء بھی بڑھا دے گا۔ اکثر پرانے ڈاکٹرز تو مجھے امید ہے کہ یہ کرتے ہوں گے لیکن بہت سے نوجوان ڈاکٹرز شاید اس طرف توجہ نہ دیتے ہوں۔ تو ان کو بھی مَیں اس لحاظ سے توجہ دلا رہا ہوں۔ ہر احمدی جو معالج ہے ہمیشہ سب سے پہلے یہ ذہن میں رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی عقل اور علم سے مَیں علاج تو کر رہا ہوں لیکن شافی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر اس کا اِذن ہوگا تو میرے علاج میں برکت پڑے گی اور ظاہر ہے جب یہ سوچ ہوگی تو پھر ڈاکٹر کی دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور جب دعا کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور اس کے نتیجے میں اس کے ہاتھ میں شفاء بھی بڑھے گی تو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین بھی بڑھے گا اور اس طرح روحانیت میں بھی ترقی ہوگی۔ اسی طرح مریض ہیں، ان کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ فلاں ڈاکٹر میرا علاج کرے گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا یا فلاں ہسپتال سب سے اچھا ہے وہاں جاؤں گا تو ٹھیک ہوں گا۔ ٹھیک ہے سہولتوں سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے لیکن مکمل انحصار ان پر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ شافی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا اذن ہوگا تو مَیں شفا پاؤں گا۔ اس لئے جس ڈاکٹر سے بھی ایک مریض علاج کروا رہا ہے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس ڈاکٹر کے ہاتھ میں شفا رکھ دے اور اسے صحیح راستہ سمجھائے۔ ہر احمدی کو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شفا دے تو اس کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے شفا دے۔ اللہ کے فضل سے جس طرح مجھے اپنے یا اپنے عزیزوں کی بیماری پر دعا کے لئے لوگوں کے خطوط آتے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ احمدی کو علاج کے لئے خدا تعالیٰ کی ذات پر بڑا یقین ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض دفعہ طبائع میں یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ فلاں ڈاکٹر کا علاج ہی میری کامیابی ہے اور یہ بات بھی ایک طرح سے مخفی شرک میں شمار ہوجاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جو بہت ماہر طبیب تھے۔ ان کے بہت سارے واقعات ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ مَیں اس ضمن میں بیان کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں کہ میری ایک بہن تھی۔ ان کا ایک لڑکا تھا۔ وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ اس کے چند روز بعد مَیں گیا۔ میرے ہاتھ سے انہوں نے کسی پیچش کے مریض کو اچھا ہوتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے فرمانے لگیں کہ بھائی اگر تم آ جاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔ مَیں نے ان سے کہا کہ تمہارے ایک لڑکا ہوگا اور میرے سامنے پیچش کے مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر جب وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا، ان کو میری بات یاد آئی۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ اچھا دعا ہی کرو۔ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ آپ کو اس کے عوض میں ایک اور لڑکا دے گا لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔ چنانچہ وہ لڑکا فوت ہوگیا اور اس کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو زندہ رہا اور اب تک زندہ اور برسر روزگار ہے۔ یہ الٰہی غیرت تھی۔ (مرقاۃ الیقین۔ صفحہ 199)

اسی طرح حضرت میر محمد اسماعیلؓ صاحب کا واقعہ ہے کہتے ہیں کہ 1907ء میں لاہور میو ہسپتال میں ہاؤس سرجن تھا کہ میری بڑی سالی ہمارے ہاں اپنی بہن سے ملنے آئیں۔ شاید مہینہ بھر یا کم و بیش وہ ہمارے ہاں ٹھہریں۔ وہ نہ صرف میری سالی تھیں بلکہ میری پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ وہ آئی اس طرح تھیں کہ ان کے ہاں ایک لڑکی ہوئی تھی جو کچھ مہینے زندہ رہ کر مر گئی۔ اس کے مرنے کے صدمہ کو بھلانے کے لئے وہ اپنی چھوٹی بہن کے ہاں آئی تھیں۔ یہاں آ کر وہ کہتے ہیں کہ اس بات کا بار بار ذکر کیا کرتی تھیں کہ اگر میرے بہنوئی ڈاکٹر صاحب (یعنی ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب) میرے پاس ہوتے تو میری لڑکی نہ مرتی۔ جب انہوں نے کئی دفعہ اس بات کا ذکر کیا تو مجھے خدا تعالیٰ کے متعلق بڑی غیرت آئی۔ مَیں نے کہا کہ اب ان کے ہاں ضرور ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ میرے زیر علاج رہ کر میرے ہی ہاتھوں مرے گا۔ بات گئی آئی ہوگئی۔ کہتے ہیں پھر اس کے بعد ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اور وہ چلہ کر کے اپنی بہن کو ملنے کے لئے اس بچے کے ساتھ آئیں اور رستے میں تھرمس میں گرم دودھ ڈالنے کی وجہ سے دودھ پھٹ گیا اور وہ وہی پلاتی رہیں جس کی وجہ سے بیٹے کو سخت تکلیف ہوگئی اور ہر قسم کا علاج کیا۔ اس کا پیٹ خراب ہوگیا۔ خود بھی ڈاکٹر صاحب نے علاج کیا اور دوسروں سے بھی علاج کروایا لیکن کہتے ہیں کہ بچہ اچھا نہ ہوا اور دو ہفتہ بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ ان کے ہاں نرینہ اولاد کی کمی تھی۔ ماں کو سخت صدمہ تھا۔ تو میر صاحب کہتے ہیں مجھے اس وقت وہ بات

یاد آئی جو مَیں نے چھ سال پہلے لاہور میں کہی تھی کہ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور وہ میرے ہاتھوں مرے گا۔ تاکہ ان کا شرک ٹوٹے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(آپ بیتی از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب صفحہ نمبر 29-30)

تو یہ وہ لوگ تھے جو ہر قسم کے مخفی شرک سے بھی اپنے آپ کو بچاتے تھے اور دوسروں کو بھی خدا تعالیٰ کی ذات کی حقیقی پہچان کروا کر شرک سے بچانے والے تھے۔ ان کے دل خدا تعالیٰ کی یاد پر یقین سے بھرے ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی نے اس کو اور نکھار دیا تھا۔ پس ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ڈاکٹر یا طبیب کا علاج بھی اس وقت فائدہ مند ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ جو شافی ہے اس کی بھی مرضی ہو۔

پس اس کی صفت کے واسطے سے مریض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوائی بھی رکھی ہے۔ یہ ریسرچ کرنے والے جو مختلف بیماریوں کی نت نئی دوائیاں نکالتے ہیں تو یہ ان چیزوں سے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ بے شمار جڑی بوٹیاں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں۔ بعض کیڑے مکوڑے ہیں۔ بعض زہریلے جانور ہیں جن کے زہر میں بھی اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے۔ سانپ کے زہر سے بھی دوائیاں بنتی ہیں۔ وہی زہر جو اگر براہ راست سانپ کے کاٹے سے انسان کے جسم میں جائے تو موت کا سبب بن جاتا ہے لیکن وہی زہر جب دوائی کی صورت میں استعمال ہوتا ہے تو تریاق بن جاتا ہے۔ پس یہ بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے علاج کے لئے دوائیں بھی مہیا فرمائی ہیں اور پھر انسان کو عقل بھی دی کہ ان کا استعمال کس طرح کرنا ہے۔

قرآن کریم نے شفاء کے حوالے سے خاص طور پر شہد کا ذکر کیا ہے اور اسے شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ کہا گیا ہے یعنی انسانوں کے لئے شفا ہے اور اس بات کو مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلمانوں نے سمجھا ہے اور جتنی ریسرچ شہد پر ہو رہی ہے۔ اور اس کے خواص بیان کئے جاتے ہیں اور مختلف طریقوں سے مختلف کمبینیشنز (Combinations) بنائی جاتی ہیں۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں رائل جیلی (Royal Jelly) ہے۔ اس کے بھی خواص ہیں۔ بیشمار ریسرچ دنیا میں اس پر ہو رہی ہے اور ہوئی بھی ہے اور ہر ایک یہ ثابت کرتا ہے کہ اس میں شفا ہے۔ اور Propolis دوائی بھی اس سے بنی ہے۔ اس سے تو آئنٹمنٹس (Ointments) بن رہی ہیں۔ یعنی ایسے زخم جو بعض دفعہ کسی بھی دوائی سے ٹھیک نہیں ہو رہے تھے شہد کی آئنٹمنٹ کی دوائی سے ٹھیک ہوتے رہے۔

آج کل شہد کی مکھیوں کے چھتوں پر ایک خاص قسم کے کیڑے کا بھی حملہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے شہد پر ریسرچ کرنے والے بڑے پریشان ہیں یا پالنے والے بھی پریشان ہیں اور یہ دنیا میں بڑے وسیع پیمانے پر ہوا ہے کسی خاص ملک میں نہیں۔ یہ کیڑے کا حملہ ہے جو شہد کی مکھیوں کی موت کا باعث بن جاتا ہے اور شہد کی مکھی کے چھتے میں باوجود بہت ساری حفاظتی روکیں ہوتی ہیں۔ داخل ہونے سے پہلے اینٹی بایوٹک کی قسم کی ایک چیز ان کے سوراخوں میں لگی ہوتی ہے اور جن سے گزرتے ہوئے اپنے آپ کو صاف کر رہی ہوتی ہیں اس کے باوجود ان روکوں سے گزر کر یہ کیڑا حملہ کر رہا ہے اور مکھیوں کی موت کا باعث بن جاتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس کی وجہ سے مکھیاں پالنے والے بھی اور ریسرچ والے بھی بڑے پریشان ہیں۔ اس پر بڑی تحقیق ہو رہی ہے کہ اس کیڑے کو کس طرح ختم کیا جائے اور پھر اس بیماری سے کس طرح چھٹکارا پایا جائے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر یہی حال رہا تو چند سالوں میں شہد کی مکھی نہ ہونے کے برابر رہ جائے گی۔ یا بعض جگہوں پر بالکل ختم ہو جائے گی۔ مَیں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے یہ اندازے غلط ہیں کہ مکھی ختم ہو جائے گی یا شہد ختم ہو جائے گا کیونکہ یہ مثال جو قرآن کریم نے دی ہے یہ مثال ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ یہ ختم نہیں ہوگا۔ جس طرح قرآن کریم نے رہتی دنیا تک رہنا ہے۔ یہ چیزیں بھی ساتھ ساتھ چلیں گی جن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ شفاء بھی ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ بعض علاقوں میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت دکھانے کے لئے اور انسان کے بڑھتے ہوئے شرک کی وجہ سے سزا کے طور پر اس میں کمی کر دے۔ احمدیوں کو بھی ریسرچ میں آنا چاہئے۔ کیونکہ شہد کی مکھی کا سلسلہ بھی وحی کے سلسلے سے جڑا ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا جو وحدانیت اور وحی سے خاص طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ اس سوچ کی وجہ سے میں احمدیوں کو کہہ رہا ہوں کہ احمدیوں کو شہد کی مکھی کی ریسرچ میں آ کر اس وجہ کو تلاش کرنا چاہئے جس سے باہر کے کیڑے نے آ کر شہد کے چھتوں میں یہ فساد پیدا کیا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ اس وقت کوئی احمدی اس فیلڈ میں ہے کہ نہیں اگر کوئی ہے تو مجھے اس بارہ میں بتائیں۔

ضمناً مَیں یہ بھی کہہ دوں کہ مَیں احمدی طلباء سے کچھ سالوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ہر قسم کی ریسرچ کے میدان میں آگے آئیں۔ یہ میدان بڑی تیزی سے ان ملکوں میں خالی ہو رہا ہے اور دنیا کو اس کی ضرورت بھی ہے۔ اس سے ترقی یافتہ ملکوں میں احمدیوں کے پاؤں بھی جمیں گے اور جو دوسرے ملکوں سے آئے ہیں۔ اور جو یہاں کے احمدی ہیں ان کو تو کرنا ہی چاہئے۔ اس ریسرچ کی وجہ سے وہ اپنے ملکوں کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرسکیں گے۔ تو بہرحال یہ بات ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بیماریوں کے علاج بھی پیدا کئے ہوئے ہیں اور اس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے اور احادیث میں بھی ذکر ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بعض احادیث پیش کرتا ہوں جن میں آپؐ نے بعض بیماریوں کے لئے علاج بیان فرمایا ہے۔

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں بیمار ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اپنا ہاتھ میری چھاتی پر رکھا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک مَیں نے دل پر محسوس کی۔ آپ نے فرمایا تمہیں دل کا مرض ہے۔ تم ثقیف قبیلہ کے حلیف حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ طبابت کرتا ہے۔ اسے چاہئے کہ سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ ڈالے اور پھر ان کی دوائی بنا کر تیرے منہ میں ڈالے۔ تو دل کی بیماری کے لئے عجوہ کھجوروں کی طرف نشاندہی فرمائی۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی تمرۃ العجوۃ۔ حدیث نمبر 3875)

پھر حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تین چیزوں میں شفا ہے۔ شہد کے گھونٹ میں، نشتر سے چیر لگانے میں یعنی جراحی (سرجری جسے کہتے ہیں) اور آگ سے داغنے میں، آگ سے بھی علاج کیا جاتا تھا زخموں کو جلایا جاتا تھا۔ فرمایا کہ مَیں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الطب۔ باب الشفاء فی ثلاث۔ حدیث نمبر 5680)

پھر ایک روایت میں حضرت خالد بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفر پر نکلے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر تھا وہ راستے میں بیمار ہوگیا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو بیمار ہی تھا۔ ابن ابی عتیق ان کی عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے ہم سے کہا کہ تم سیاہ دانے کو استعمال کرو۔ اس میں سے پانچ یا سات دانے لے کر پیس لو۔ پھر اسے تیل کے ساتھ ملا کر قطروں کی صورت میں اس کی ناک میں ڈالو۔ اس طرف سے بھی اور دوسری طرف سے بھی، دونوں طرف سے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک یہ سیاہ دانہ ہر بیماری سے شفاء کا ذریعہ ہے سوائے سَام کے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا سام کیا ہے آپ نے فرمایا موت۔ (یہ سیاہ دانہ کلونجی ہے)۔

(بخاری کتاب الطب باب الحبۃ السوداء۔ حدیث نمبر 5687)

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت سعید بن زید کہتے ہیں کہ مَیں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھمبی مَنّ میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا کا باعث ہے۔ (کھمبی جو مشروم ہوتی ہے)۔ (بخاری کتاب الطب باب المن شفاء للعین۔ حدیث نمبر 5708)

اسی طرح حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کا شعلہ ہے پس تم اسے پانی سے بجھاؤ۔ (بخاری کتاب الطب باب الحمی من فیح جہنم۔ حدیث نمبر 5723)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بڑا شدید بخار تھا تو یہ صحابی پوچھنے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ کے اوپر پانی کا مشکیزہ لٹکا ہوا تھا اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی آپ کے جسم پر گر رہا تھا۔ تو یہ علاج آنحضرت ﷺ خود بھی کیا کرتے تھے۔

پھر حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو چاہئے کہ اسے پوری طرح غوطے دے، اس میں ڈبو دے، پھر اس کو پھینک دے کیونکہ اس کے پروں میں سے ایک میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔

(بخاری کتاب الطب۔ باب اذا وقع الذباب فی الاناء۔ حدیث نمبر 5782)

آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے یہ مکھی کے بارہ میں یہ جو ہمیں بتایا ہے۔ آج کے سائنس دان بھی اس پر ریسرچ کر رہے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ اس میں ایسی چیز ہے جو بیکٹیریا کو ختم کرتی ہے۔ ایک ریسرچ کرنے والے نے لکھا ہے کہ مکھی کو Ethenol میں ڈبو کر اس کو بعض قسم کے بیکٹیریا بشمول ہسپتال کے پیتھوجن (Pathogen) پر استعمال کیا گیا تو اس میں اینٹی بایوٹک عمل ظاہر ہوا اور جتنے بیکٹیریا تھے وہ مر گئے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایک اور ریسرچ ٹوکیو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے کی ہے۔ کہتے ہیں کہ مستقبل قریب میں لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ہسپتالوں میں مکھیاں اینٹی بایوٹک کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ مکھیوں میں ایسی چیز بھی نکلی ہے جو قوت مدافعت پیدا کرتی ہے۔ رزسٹنس (Resistance) پیدا کرتی ہے۔ یا امیون سسٹم (Immune System) کو ڈویلپ کرتی ہے۔ مکھیوں کی ریسرچ کی طرف سائنسدانوں کا خیال اس لئے بھی گیا کہ مکھیاں گندی جگہوں پر بیٹھتی ہیں۔ بہت ساری بیماریوں کو لئے پھرتی ہیں۔ کالرا (Cholara) وغیرہ کے جراثیم بھی اس میں ہوتے ہیں لیکن یہ خود کسی بیماری سے متاثر نہیں ہوتیں۔ اس بات کی وجہ سے ان کو اس پہ ریسرچ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور تب انہوں نے دیکھا کہ اس میں اینٹی بیکٹیریئل (Ani Bicterial) قسم کی کچھ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی انہوں نے دیکھا کہ جب مکھی کسی سیال (Liquid) چیز پانی یا دودھ وغیرہ میں گرتی ہے تو اس کو بیماری کے بعض جراثیم سے خراب کر دیتی ہے۔ اس کے پروں پر جو جراثیم لگے ہوتے ہیں فوری طور پر وہاں ان کا اثر شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس مکھی کو ڈبو دیا جائے تو اس میں سے ایسے انزائمز نکلتے ہیں جو ارد گرد کے بیکٹیریا کو فوراً مار دیتے ہیں۔ تو اسلام کے شافی خدا کی یہ عجیب حیرت انگیز شان ہے جس نے اپنے نبی ﷺ کو آج سے 14 سو سال پہلے علاج کے یہ طریقے سکھا دیئے جن پر آج دنیا ریسرچ کر رہی ہے۔ لیکن ان سب علاجوں کی نشاندہی کے باوجود آنحضرت ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو خاص طور پر یہی بتایا اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دعا علاج ہے، صدقہ علاج ہے، علاج کے ساتھ صدقہ اور دعا کرو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ تم اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ساتھ کرو اور اپنے اموال کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو کیونکہ یہ تم سے مشکلات اور امراض کو دور کرتی ہے۔ (کنزالعمال جلد 5 الکتاب الثالث من حرف الطاء۔ کتاب الطب والرقی الفصل الاول۔ حدیث نمبر 28179)

پھر ایک حدیث میں ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کے لئے پناہ مانگتے اور اپنے داہنے ہاتھ کو چھوتے اور فرماتے، اے اللہ! لوگوں کے ربّ، بیماری کو دور کر دے، تو اسے شفا عطا کر اور تو ہی شافی ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو بیماری کا نام و نشان بھی نہ چھوڑے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاس۔ اِشْفِ وَ اَنْتَ الشَّافِی۔ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ۔ اِشْفِنِی شِفَاءً کَامِلاً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔

پس یہ اصل ہے جس پر ایک مومن کو کامل ایمان ہونا چاہئے کہ علاج بھی بے شک خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر ہی ہوتے ہیں۔ لیکن انحصار صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو شفا دینے والی ہے۔ جب سب علاج بے کار ہو جاتے ہیں تو دعا سے اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے۔ اس کے بارہ میں بھی ہمیں آنحضرت ﷺ کی زندگی میں واقعات ملتے ہیں۔ آپؐ کے صحابہؓ کی زندگی میں ملتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ملتے ہیں۔ آپؑ کے صحابہؓ کی زندگی میں ملتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک ہم شفا پانے اور احیاء موتیٰ کے نشان دیکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ دیوانہ ہے اور ہمارے کھانے کے اوقات میں اس کی دیوانگی ظاہر ہوتی ہے۔ اس کو خاص طور پر کوئی دورہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہمارے کھانے کو برباد کر دیتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کی چھاتی پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا کی۔ اس بچے نے قے کر دی اور اس کے منہ سے کوئی سیاہ رنگ کی چھوٹی سی چیز نکلی اور اس نے چلنا شروع کر دیا۔ اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند عبداللہ بن عباس۔ جلد اول صفحہ 634۔ ایڈیشن 1998ء۔ حدیث نمبر 2133)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت سلمیٰؓ کی پنڈلی پر ایک زخم کا نشان دیکھا۔ مَیں نے پوچھا اے ابومسلم یہ کیسا نشان ہے؟ انہوں نے بتایا کہ خیبر کے دن مجھے یہ زخم آیا تھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ حضرت سلمیٰ کو زخم آیا ہے۔ مَیں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ نے اس زخم پہ تین بار پھونک ماری تو اس کے بعد مجھے آج تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

(بخاری کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات قرد۔ حدیث نمبر 4206)

اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہمیں اس طرح کے نشان ملتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر خود فرماتے ہیں کہ سردار نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خان ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہ دیتی تھی۔ گویا کہ وہ مردہ کے حکم میں تھا۔ اس وقت مَیں نے اس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ یا الٰہی! مَیں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں، اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (البقرۃ:255) یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب میں خاموش ہو گیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے الہام ہوا اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ تب مَیں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن میں آیا، تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد 22۔ صفحہ 229-230)

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ 1904ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب بہت بیمار ہو گئے تھے اور اس بیماری کی حالت میں ایک وقت تنگی اور تکلیف کا ان پر ایسا آیا کہ ان کی بیوی مرحومہ نے سمجھا کہ ان کا آخری وقت ہے۔ وہ روتی چیختی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں۔ حضورؑ نے تھوڑی سی مشک دی کہ انہیں کھلاؤ اور مَیں دعا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اسی وقت وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو گئے صبح کا وقت تھا۔ حضرت مفتی صاحب کو مُشک کھلائی گئی اور ان کی حالت اچھی ہونے لگی۔ تھوڑی دیر میں طبیعت سنبھل گئی۔ (سیرت حضرت مسیح موعود از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ جلد پنجم صفحہ 510)

منشی ظفر احمد صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی ایک رشتہ دار کو امروھہ سے قادیان لائے وہ شخص فربہ اندام موٹا تھا۔ 50-60 سال کی عمر کا ہو گا اور کانوں سے اس قدر بہرہ تھا کہ سننے کے لئے ایک ربڑ کی نلکی کانوں میں لگایا کرتا تھا اور زور سے بولتے تو قدرے سنتا تھا۔ حضرت صاحب ایک دن تقریر فرما رہے تھے اور وہ بھی بیٹھا تھا۔ اس نے عرض کی کہ حضور مجھے بالکل سنائی نہیں دیتا۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے آپ کی تقریر سنائی دینے لگے۔ آپ نے دوران تقریر میں اس کی طرف روئے مبارک کر کے فرمایا کہ خدا قادر ہے۔ اسی وقت اس کی سماعت کھل گئی، سننے لگا اور کہنے لگا۔ حضور آپ کی ساری تقریر مجھے سنائی دیتی ہے اور نلکی بھی اس نے ہٹا دی۔

(اصحاب احمد۔ جلد چہارم۔ صفحہ 179)

میاں نذیر حسین صاحب ابن حضرت حکیم مرہم عیسیٰ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت میاں چراغ دین کے ہاں پہلا بچہ یعنی ہمارے والد صاحب حکیم مرہم عیسیٰ صاحب پیدا ہوئے تو آپ پانچ سال کی عمر تک نہ چلنا سیکھے اور نہ بولنا۔ اس پر ایک روز جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہمارے دادا محترم نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ حضورؑ میرا صرف ایک ہی لڑکا ہے اور وہ بھی گونگا اور لُنجا ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ تندرست ہو جائے۔ حضور نے فرمایا میاں صاحب اس بچے کو لے آئیں۔ چنانچہ حضور نے محترم حکیم صاحب کو اپنی گود میں لے کر ایک لمبی دعا کی اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ چاہے گا تو یہ بچہ درست ہو جائے گا۔ چنانچہ حضور جب دوبارہ تشریف لائے تو حضرت میاں چراغ دین صاحب سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری دعا قبول فرما لی ہے۔ آپ کا یہ بچہ بڑا بولنے والا اور چلنے والا ہو گا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت حکیم صاحب کو 80-90 سال کی عمر میں اس قدر اونچی اور مسلسل بولتے دیکھا کہ ہم حیران رہ جاتے تھے۔ (تاریخ احمدیت لاہور۔ صفحہ 167)

حضرت شیخ زین العابدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ مَیں قادیان آیا تو حضرت صاحب گول کمرے میں ٹہل رہے تھے۔ مجھے شدید کھانسی تھی اور کسی طرح ہٹتی نہیں تھی۔ کئی علاج کر چکا تھا جیسا کہ حضور کی عادت تھی۔ فرمایا میاں زین العابدین کیسے آئے؟ عرض کیا کہ حضور کھانسی ہے اور اس قدر شدید ہے کہ پتہ نہیں تھا کہ دوسرا سانس آئے گا یا نہیں۔ فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ کتنے عرصے کی ہے۔ عرض کیا کہ چھ ماہ کی۔ فرمایا کہ اب تک اطلاع کیوں نہ دی۔ اب تو بیماری پرانی ہو چکی ہے۔ پھر فرمایا اچھا میرانہ علاج کروانا ہے یا غریبانہ؟ تو عرض کیا جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ فرمایا کہ زمیندار بالعموم غریب ہی ہوتے ہیں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

اچھا علاج کے لئے آپ کتنے پیسے لائے ہیں۔عرض کیا پانچ روپے۔فرمایا لاؤ۔مَیں نے دے دیئے۔فرمایا جاؤ اب آپ کو آئندہ کبھی کھانسی نہیں ہوگی۔مَیں نے عرض کیا جیسا کہ میری عادت تھی کہ بڑی بے تکلفی سے سب کچھ کہہ دیتا تھا۔حضور جانتے تھے کہ زمیندار سادہ طبیعت ہوتے ہیں۔اس لئے حضور برا نہیں مناتے تھے کہ کیا حضور کے پاس کوئی جادو ہے کہ حضور کا صرف زبان سے کہہ دینا بیماری دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ آپ نے فرمایا مَیں جو کہتا ہوں بیماری نہیں ہوگی۔تھوڑی دیر کے بعد میرے بھائی حافظ حامد علی صاحب آ گئے حضور نے فرمایا حامد علی! ہم نے آپ کے بھائی سے پانچ روپے لئے ہیں اور ان کو کہہ دیا کہ آپ کو اب کھانسی نہیں ہوگی۔مگر گاؤں کے لوگوں کو تسلی نہیں ہوتی جب تک ان کو دوا نہ دی جائے ان کو بازار سے ملٹھی دھیلے کی، اور بادام دھیلے کے، الائچی دھیلے کی اور منقّہ دھیلے کا لا کر دیں۔تو جب وہ لے آئے (کیونکہ دھیلے کی بھی کافی چیزیں مل جاتی تھیں) تو حضرت صاحب نے خود گولیاں بنا دیں اور فرمایا میاں زین العابدین آپ کی کھانسی بھی دور ہو جائے گی اور پانچ روپے میں موٹے تازے بھی ہو جاؤ گے۔کھانسی تو آپ کی دور ہو گئی۔اب یہ پانچ روپے لے لو اور اس کا گھی استعمال کرو موٹے بھی ہو جاؤ گے۔کہتے ہیں میں نے بڑا اصرار کیا کہ حضور یہ رکھ لیں۔حضرت صاحب نے فرمایا نہیں۔آپ کو کوئی فیس کی ضرورت تو نہیں تھی۔یہ تو ایک شفقت کا پیار کا اظہار تھا مریدوں سے۔(اصحاب احمد۔ جلد 13صفحہ96-97۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اصل چیز اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے کہ وہ شافی خدا ہے۔علاج بھی اس وقت فائدہ دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا اذن ہو۔حدیث میں آیا ہے کہ دوا تو اندازہ ہے اور وہ اللہ کے اذن سے ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جب اپنے ربّ کی خصوصیات بیان کیں۔اس کے فضل اور اس کی قدرت کا ذکر کیا تو فرمایا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ(الشعراء:81) کہ جب مَیں بیمار ہوتا ہوں۔اللہ تعالیٰ مجھے شفا دیتا ہے۔

یہاں آپ نے "مَیں بیمار ہوتا ہوں" کہہ کر وہی بات بیان کی ہے کہ بعض دفعہ انسان اپنی غلطیوں کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے اور پھر ان غلطیوں کی وجہ سے بعض بیماریاں اس کو آ جاتی ہیں کیونکہ قانون قدرت چلتا ہے۔تو فرمایا کہ جب مَیں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ ہی فضل فرمائے تو پھر انسان شفا پاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو جتنے مرضی انسان علاج کر لے انسان نہیں بچتا۔پس حضرت ابراہیمؑ نے یہ فرمایا۔کہ مَیں اپنی غلطیوں کی وجہ سے بیمار ہوتا ہوں اور میرا خدا اپنے فضل سے مجھے شفاء دے دیتا ہے اور یہ سب دوائیاں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں جو ہمیں میسر ہیں اور پھر ان کے استعمال سے شفا بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا ہے۔

پس ان سب علاجوں کے فائدے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی ضرورت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے سے حاصل ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سن کر اپنے شافی ہونے کی صفت کو بھی حرکت میں لاتا ہے اور مزید شفا پاتا ہے اور بعض دفعہ صرف دعا ہی کام کر جاتی ہے جیسا کہ میں نے بعض واقعات سنائے۔پس اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا ادراک حاصل کرنا یہی اصل میں مومن کی شان ہے۔

اللہ کرے کہ ہم سب یہ حاصل کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ہمارے سب مریضوں کو شفا عطا فرمائے۔

محرم میں کثرت سے درود پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔پس اس بات کو نہ بھولیں۔سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے یعنی درود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور محرم کے تصور سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں۔ (الفضل 29/جون1999ء)

یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔

تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔

(کشتی نوح)

بقیہ:دورہ بھارت از صفحہ نمبر 2

مشن کے قرب میں منعقدہ مستورات کے جلسہ میں آپ افتتاح فرما رہے تھے۔جماعت احمدیہ کے روحانی رہنما نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے تین باتوں پر بیعت لی تھی۔ایک شرک نہیں کریں گی، دوم بچوں کو قتل نہیں کریں گی، سوم آپؐ کے تمام حکموں کی پابندی کریں گی اور نافرمانی نہیں کریں گی۔

بچوں کو قتل نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو گمراہی کی راہ میں نہیں ڈالیں گی اور بداخلاقی کے رجحانات ان میں پیدا نہیں کریں گی۔ماں کی سب سے بڑی ذمہ داری بچوں میں نیکی پیدا کرنا ہے۔

اخبار نے لکھا کہ پروگرام کے شروع میں طاہرہ صدیقہ صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی اور صوفیہ خالدہ صاحبہ نے خوش آمدید کہی۔کالجوں اور یونیورسٹیوں کے امتحانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کو خلیفہ نے تمغہ جات تقسیم فرمائے۔ملکی سطح پر کئے گئے مضمون نویسی کے مقابلہ میں کامیاب جماعت احمدیہ کوڈالی کی رؤوف روبیہ کو ایوارڈ دیا گیا"۔

......اسی طرح اخبار روزنامہ "Mathrubhumi" نے اپنی 27/نومبر 2008ء کے شمارہ میں صفحہ نمبر 3 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رنگین تصویر بھی شائع کی اور حضور انور کا انٹرویو شائع کرتے ہوئے لکھا:

"انتہا پسندی کا سبب مذہب نہیں۔مرزا مسرور احمد"۔

"احمدیہ خلیفہ نے اخبار ماتروبھومی "Mathrubhumi" کو دئے گئے ایک انٹرویو میں کہا کہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کا سبب مذہب نہیں بلکہ مطلب پرستی اور خود غرضی ہی انتہا پسندی کا سبب ہے۔ ناانصافی کے خلاف ہی معاشرے میں ردّعمل پیدا ہوتا ہے۔لیکن جب یہ ردّعمل صحیح طریق پر نہ ہو تو مطلب پرستی اس کو اپنی موافقت میں کر لیتی ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ لوگوں میں یہ ردّعمل کیوں پیدا ہوتا ہے۔مثلاً عراق کے بہت سارے لوگ خیال کرتے ہیں کہ عراق پر حکومت امریکن سرکار کی ہے۔ یہ خیال تشدد اور انتہا پسندی کو جنم دیتا ہے۔ ہر ملک دیگر ممالک کے وسائل پر نظر رکھنے کی بجائے اپنے وسائل کو وسعت دینے کی ضرورت ہے۔حکومتوں کو اپنے تنازعات کو باہم مشورے سے حل کرنا چاہئے۔

ایک ملک جب دوسرے پر حملہ کرتا ہے تو حالات میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ایسی صورتحال پیدا ہو تو دوسرے ممالک کو دخل دینا چاہئے۔ یہ قرآن مجید کی تعلیم ہے۔دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرنے سے بحران اور بےچینی دور ہو جاتی ہے۔ ایک شخص کے حقوق جب پامال کئے جاتے ہیں تو وہ اپنا ردّعمل دکھاتا ہے لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہ ردّعمل صحیح طریق پر ہو۔

انتہا پسندی کے اسباب ہر ملک میں مختلف ہوتے ہیں۔انہوں نے عالمگیریت کے بارہ میں تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ زراعت کے شعبہ میں حکومتوں کو زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اس وقت شہروں کی طرف حکومتیں زیادہ توجہ دیتی ہیں اس کے نتیجہ میں لوگ گاؤں کو چھوڑ کر شہروں کی طرف رخ کرتے ہیں۔اس وجہ سے بیروزگاری پیدا ہوتی ہے۔اس کا ایک حل زراعت کو وسعت دینا ہے۔انہوں نے بتایا کہ انسان کا پہلا حق خوراک ہوتا ہے۔ ہندوستان کا موسم ہر قسم کی زراعت کے لئے موافق ہے۔ ہندوستان اس کے لئے بہت کچھ کر رہا ہے۔

ہمارے پاس ہر قسم کے زراعت کے ماہرین موجود ہیں۔لیکن نچلے طبقے میں کسانوں کی مدد کے لئے کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔انہوں نے کہا کہ پاکستانی احمدیوں کے خلاف امتیاز برتا جاتا ہے۔وہاں کے قانون کی رو سے احمدی مسلمان نہیں۔ جنرل ضیاء نے اس سلسلہ میں قانون کو بہت سخت کیا ہے۔قانون کو سختی سے جاری کرنا، اس کو جاری کرنے والے عہدیداروں پر منحصر ہوتا ہے۔اس قسم کے ظالمانہ قانون کی وجہ سے بعض لوگ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔اس طرح ذہین اور قابل شخصیتوں سے ملک محروم ہو جاتا ہے۔ دیگر اسلامی ممالک میں بھی ہمیں تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے۔ ملائشیا میں بھی قانون بنا ہے۔حال ہی میں انڈونیشیا میں بھی شور بلند ہوا ہے۔

تمام حکومتوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اقلیتی طبقوں کے حقوق کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔اس معاملہ میں مغربی ممالک میں زیادہ نرمی پائی جاتی ہے۔ ہم وہاں اپنے منشاء کے مطابق بات کر سکتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی جماعت کی مخالفت ہے۔حال ہی میں یوپی میں سہارن پور میں احمدیوں پر حملہ ہوا ہے لیکن پولیس کی طرف سے کوئی مدد نہیں ملی۔ جب تشدّد اور ظلم وستم زیادہ ہو جاتا ہے تو انسانی حقوق کے محافظ کمیشن اور دیگر اداروں سے رابطہ کرتے ہیں لیکن ہمارا دارومدار خدا تعالیٰ پر ہے۔

مرزا مسرور احمد صاحب اپنے عقیدتمندوں سے ملنے کے لئے کیرالہ آئے ہوئے ہیں۔قادیان میں ہونے والے جلسہ سالانہ میں بھی آپ شرکت فرمائیں گے"۔

28/نومبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رہائشی حصہ میں نماز کے لئے مخصوص کی گئی جگہ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔صبح حضور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پونے ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے پولیس کے ایسکورٹ میں "احمدیہ مسجد بیت القدوس" کالیکٹ کے لئے روانہ ہوئے جہاں ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ ہندوستان کے جنوبی علاقہ صوبہ کیرالہ کی سرزمین سے MTA پر انٹرنیٹ سسٹم کے ذریعہ Live نشر ہوا۔قادیان دارالامان کے بعد یہ ہندستان کا پہلا ایسا مقام ہے جہاں سے ایم ٹی اے پر Live کوریج ہوئی۔

دور دور کی جماعتوں سے احباب جماعت مرد وخواتین اور بچے بوڑھے کثرت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے آئے۔مسجد کے تینوں ہال اور ساتھ ملحقہ مارکی نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ان لوگوں کی زندگیوں میں پہلا ایسا مبارک جمعہ آیا تھا جو وہ حضور انور کی اقتداء میں پڑھنے کی سعادت پا رہے تھے۔لوگوں کی آمد کا سلسلہ صبح سے جاری تھا اور حضور انور کی آمد کے موقع پر مسجد کے تمام حصے اور ملحقہ مارکیز وغیرہ مرد وخواتین سے بھر چکے تھے۔

ٹھیک ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

باقی صفحہ نمبر 13پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: رپورٹ دورہ بیلجیم از صفحہ نمبر 4

ہے کہ سچا، وفادار دوست اور مددگار۔ پھر حواری کے ایک معنی یہ ہیں نبی کا خاص چنیدہ اور وفادار۔

حضور نے فرمایا کہ اب یہ سارے مطلب آپ دیکھیں تو ایسے ہیں جو ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈالتے ہیں اور ان رشتوں سے، ان تعلقات سے یہ امید رکھی جاتی ہے کہ اپنا حق نبھانے کی کوشش کریں گے۔ کپڑے صاف کرکے دھونا، دھونا کسی کو صاف کرنے کے لئے۔ اس سے ایک ذمہ داری یہ بھی آپ پر پڑی کہ اپنے دلوں کو بھی دھونا ہے اور دوسروں کے دلوں کو بھی دھونا ہے۔ اور ہر آزمائش سے کامیابی سے گزرنا ہے۔

آج کل کی دنیا میں، ان ملکوں میں ہزاروں آزمائشیں آپ کے رستہ میں ہوں گی۔ آپ کے کام ہیں، آپ کی مصروفیات ہیں لیکن دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا ہے۔ تبھی آپ انصاراللہ کہلائیں گے۔ تبھی آپ وہ حواری کہلائیں گے جنہوں نے انصاراللہ ہونے کا حق ادا کیا۔

حضور نے فرمایا: آپ کا کردار ایسا ہو جس میں کوئی ملونی اور ملاوٹ نہ ہو۔ جو کہا ہے اس پر عمل کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ عمل کچھ اور ہوں اور کہہ کچھ اور رہے ہوں۔ مسجد میں آئیں تو اور رویّے ہوں، باہر جائیں تو اور رویّے ہوں۔ کہنے کو احمدی ہوں اور نمازوں کی ادائیگی کی طرف بے رغبتی ہو۔ انصاراللہ کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں ویسے ہی خیال آجانا چاہئے کہ ہماری عمر گھٹ رہی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ عمر بڑھ رہی ہے۔ لیکن جیسے جیسے عمر بڑھ رہی ہے اصل میں تو آپ کی عمر میں کمی آتی جارہی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ نظم جو ابھی پڑھی گئی ہے اس میں یہی توجہ دلائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ دنیا تو ایک عارضی ٹھکانہ ہے آخر مرنا ہے اور جب مرکر اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے اور یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں جواب دہی ہونی ہے تو اس چیز کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایسا حواری ہو جو مشورے دے تو پوری ایمانداری سے دے۔ آپ میں سے عہدیدار بھی ہیں۔ آپ میں سے عام احمدی بھی ہیں جو عہدیدار منتخب کرتے ہیں۔ آپ جب بھی اپنے عہدیدار کو منتخب کریں تو ایسے عہدیداروں کو منتخب کریں جو آپ کے نزدیک ایماندارانہ رائے رکھتے ہوں۔ انتہائی قابل اعتماد شخص اور جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے اور خدمت کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح عہدیدار جب وہ منتخب ہو جاتے ہیں تو ان کا کام یہ ہے کہ آپ ایمانداری سے اپنے فرائض ادا کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو تبھی آپ وفادار کہلائیں گے۔ تبھی آپ خالص مددگار کہلائیں گے۔ صرف انصاراللہ کا نعرہ لگا دینا یا انصاراللہ کا لیبل اپنے ساتھ لگا لینا یا نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہوگا۔ پس ان باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حضور نے فرمایا جہاں تک اللہ تعالیٰ کا سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو مدد کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ جو سب قدرتوں کا مالک ہے وہ بغیر کسی کی مدد کے بھی خود براہ راست مدد کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ بندوں کو دے رہا ہے کہ کون ہے تم میں سے جو وفادار ہوکر، جو سچا ہوکر، جو پوری طرح تیار ہوکر، دنیا کی تمام خواہشوں کو دور رکھتے ہوئے، خالص ہوکر میرے دین کی مدد کے لئے آئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے۔ شریعت نے جو بھی ذرائع، وسائل ہیں ان سے منع نہیں کیا۔ ان کو ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ اور فرمایا: سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب میں نہیں ہے؟ دعا بھی تو سبب بنایا ہے نا۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا دعا اسباب نہیں۔ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے۔ جب انسان کسی ذریعہ کی تلاش کرتا ہے تو وہ بھی ایک دعا بن جاتی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا ایک چشمہ ہے۔ دعا بہت بڑا سبب اور ذریعہ ہے۔

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس بات کو وضاحت سے دنیا پر کھول دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ ان کے مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ کہنے میں بھی ایک شان ہوتی ہے۔ وہ دنیا کو رعایت اسباب سکھانا چاہتے ہیں۔ جو دعا کا ایک شعبہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل ایمان اور اس کے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (المومن:52) یقینی اور حتمی وعدہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مَیں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکے۔ پس یہاں یہ فرمایا کہ نبیوں کو مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود مدد کر سکتا ہے اور ان نبیوں کو پورا یقین بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کو کھڑا کیا ہے تو ضرور مدد بھی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے۔ تو جب غالب آئیں گے یہ تو نہیں فرمایا کہ فلاں فلاں مدد کرے گا تو غالب آئیں گے۔ اللہ نے اپنی مدد کے ساتھ یہ اعلان کروایا ہے کہ مَیں یہ اعلان کردوں کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ الہام ہوا اور کئی دفعہ ہوا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت نے ہی پھیلنا ہے اور اسلام نے ہی پھیلنا ہے۔ اور یہ غلبہ تو ہونا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو انصاراللہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے جو اس غلبہ میں شامل ہوجائیں گے۔

فرمایا: نبی اگر مدد کے لئے کہتے ہیں تو تمہارے بھلے کے لئے کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں مدد کے لئے بلاتا ہے تو تمہارے بھلے کے لئے ہوتا ہے۔ پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھو۔

پھر آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ مدد کیوں چاہتے ہیں۔ اس لئے چاہتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دلوں میں پیدا ہوجائے۔ انبیاء کا فرض ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہو، ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو، ان کے دلوں میں خشیت پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی عظمت پیدا ہو اور وہ، وہ کام کریں جو خدا تعالیٰ انبیاء سے چاہتا ہے کہ وہ بھی کریں۔

خدا تعالیٰ انبیاء کو دنیا میں اصلاح کے لئے بھیجتا ہے۔ خدا تعالیٰ انبیاء کو اپنی وحدانیت قائم کرنے کے لئے بھیجتا ہے، خدا تعالیٰ انبیاء کو دنیا میں انسانوں کو اپنے قریب لانے کے لئے بھیجتا ہے۔ پس اگر انبیاء کے سپرد یہ کام ہے تو یہی کام جب انصاراللہ کے سپرد ہوتا ہے، انبیاء کے مددگاروں کے سپرد ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت دنیا میں قائم کریں اور وہ اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک خود اپنے دلوں میں قائم نہ ہو۔ جب تک خود وہ اُسوۂ رسول پر چلنے والے نہ ہوں، ان کے عمل اس وقت تک بارآور نہیں ہو سکتے جب تک خود ان کے ہر قول و فعل میں یکسانیت نہ پائی جاتی ہو۔ تبلیغ اس وقت تک بارآور نہیں ہوسکتی جب تک ان کے قول و فعل میں یکسانیت نہ پائی جاتی ہو۔ پس یہ چیزیں ہیں، یہ حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کے لئے انبیاء کو کہتا ہے کہ لوگوں کو بلاؤ تا کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کو اپنا قرب عطا کرے۔ ان کو بخشے اور ان کو اس دنیا میں بھی اپنے پیار سے نوازے اور آخرت میں بھی ان کے درجات بلند کرے۔

پس انصاراللہ کا یہ کام ہے کہ نیکیوں میں بڑھیں۔ اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کریں۔ تقویٰ میں ترقی کریں اور صرف انصار ہی نہیں ہر شخص، ہر احمدی جس نے یہ عہد کیا ہے۔ نوجوان بھی بیٹھے ہوئے ہیں میرے سامنے اور وہ بھی میرے مخاطب ہیں اور یہی چیز ہے جو اس زمانہ میں اپنے عہدوں کا پورا کرنے والی ہر ایک کو بنائے گی۔ یہی چیز ہے جو انصاراللہ بننے کی طرف نئے نئے راستے آپ کو دکھائے گی کہ انصاراللہ چیز کیا ہے اور کس طرح ہم نے اپنے معیار اونچے کرتے چلے جانا ہے کیونکہ بغیر نیکی اور تقویٰ کے ہم حقیقی انصار کہلانے والے نہیں ہوسکتے۔

پس ہمیشہ جب آپ یہ چیز اپنے سامنے رکھیں گے کہ انصاراللہ ہمارا نام رکھا گیا ہے تو اس کی طرف ہم نے توجہ کرنی ہے۔ اپنے اعمال کے جائزے لیں گے۔ اپنی عبادتوں کے جائزے لیں گے۔ اپنے اخلاق کے جائزے لیں گے تبھی اس مقام کو حاصل کرنے والے بنیں گے جس کی طرف اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں لے جانا چاہتے ہیں اور ہمیں وہ مقام دلوانا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام میں انصار کا لفظ استعمال ہوا ان لوگوں کے لئے جو مدینہ کے رہنے والے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ گئے تو وہ انصار تھے جنہوں نے آپؐ کو خوش آمدید کہا اور آپؐ کے ساتھ جانے والے مہاجرین بھی شامل تھے۔ قربانیوں کے ان کے معیار کیا تھے۔ عبادتوں کے ان کے معیار کیا تھے۔ تاریخ اس سے بھری پڑی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد انہوں نے گھیرا ڈال لیا۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نہیں بلکہ جو دوسرے ان کے بھائی تھے، جو مہاجرین ہجرت کرکے آئے تھے ان کے بھی حق ادا کئے۔ کہاں تک حق ادا کئے۔ وہ غریب جو لٹے پٹے آئے تھے ان کو اپنی جائیدادوں کا حصہ دار بنا دیا۔ لیکن مہاجرین کا بھی اپنا مقام تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری مدد چاہتے ہیں، جائیدادیں نہیں لینا چاہتے۔ پھر بعض انصار نے تو یہ قربانیاں دیں کہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دینے پر تیار ہوگئے کہ تم اس سے شادی کرلو۔ تمہاری بیوی نہیں ہے۔ تو ان کے قربانیوں کے معیار بلند تھے اور اس کو بلند تر کرتے چلا جانا چاہتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: پس پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک احمدی کو اپنے ان معیاروں کو بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں کس حد تک اپنے بھائیوں کے لئے قربانی کا جذبہ ہے۔ صرف اپنے نفس کا خیال نہ ہو بلکہ دوسروں کا بھی خیال ہو۔ صرف اپنی ہی نہ پڑی رہے بلکہ دوسرے کا بھی خیال رکھنے والے ہوں۔ اور آپس میں جب ایک دوسرے کے خیال رکھنے کا احساس پیدا ہوگا تو پھر رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (سورۃ الفتح:30) کی کیفیت بھی سامنے آئے گی، آپس میں محبت اور پیار بڑھے گا، جماعت میں یکسانیت پید ہوگی، یگانگت پیدا ہوگی، محبت پیدا ہوگی، بھائی چارہ پیدا ہوگا اور پھر جب یہ چیز ہوگی تو جہاں آپ کا اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے بڑھے گا وہاں اس ایک ہونے کی وجہ سے جماعت میں مضبوطی پیدا ہوگی اور خلافت میں مضبوطی پیدا ہوگی اور پھر جماعت کا ترقی کی طرف قدم بڑھے گا۔

حضور انور نے فرمایا: پھر صرف یہ قربانیاں نہیں بلکہ جنگ جب ہوئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا صحابہ سے کہ دشمن حملہ کرنے لگا ہے کیا رائے ہے تمہاری؟ جب آپؐ نے بار بار پوچھا تو انصار کو خیال آیا کہ ہم سے پوچھا جا رہا ہے کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انصار نے جواب دیا کہ حضور جب تک ہمیں اسلام کا پوری طرح فہم و ادراک نہیں تھا اور آپ کے نام کی پہچان نہیں تھی تب ہم نے کہا تھا کہ ہم ان شرطوں کے ساتھ آپ کی حفاظت کریں گے۔ لیکن آج جب ہمیں پوری طرح فہم و ادراک حاصل ہوگیا ہم وہ لوگ ہیں جو آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے، آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے، آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو یہ وہ مقام ہے جو اس زمانہ میں انصاراللہ نے پایا۔ اور یہ وہ مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی آپ سے توقع کی جاتی ہے بلکہ انصار کے وہ بچے جوان کے ساتھ جنگ میں شامل ہوئے بالغ اور صاحب فراست انصار نہیں تھے ان میں بھی ایسے بچے تھے جیسے معوذ اور معاذ کی مثال دی جاتی ہے جنہوں نے اپنی جان قربان کردی اور دشمن اسلام کو قتل کرکے رکھ دیا۔ ابوجہل کو زمین میں خاک و خون میں لپٹا دیا۔ تو یہ روح جب تک بڑوں میں پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک بچوں میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ ان بچوں نے بھی تو بڑوں سے ہی سنا تھا کہ کون ہے وہ اسلام کا دشمن، کون ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن جس نے اس حد تک آپ کو تکلیفیں دیں۔ ہم ہوں گے اس کو قتل کرنے والے اور اس کو خاک آلود کرنے والے۔ تو یہ جذبہ جب تک آپ لوگوں میں پیدا نہیں ہوگا، آپ اس جذبے کو آگے اپنے بچوں اور اولادوں میں پیدا نہیں کرسکتے۔

حضور انور نے فرمایا پس اس روح کو سمجھیں۔ آپ نے مسیح محمدی کے ساتھ ایک عہد کیا۔ مسیح موسوی کے حواریوں نے تو عہد نبھایا تھا۔ اب آپ کا فرض ہے، اس زمانے میں آپ نے وہ عہد نبھانا ہے اور اس وقت ان ملکوں میں رہنے والے خاص طور پر، یہاں تلوار اور توپ کی جنگ تو نہیں ہے یا کسی قسم کا خوف اور جان کو خطرہ نہیں ہے جس طرح پاکستان میں یا دوسری جگہوں پر ہے۔ تو جو آپ سے توقع کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ اس عہد کو نبھاتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کریں۔ اپنے اخلاق کے معیار بلند کریں، اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ صرف پیسے کی دوڑ کی طرف نہ لگے رہیں۔ تبلیغ جو آپ کے سپرد کام ہے اس کو ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہ (حٰم السجدۃ:34) کہ اس سے اچھا کام کون سا ہوسکتا ہے جو دعوت الی اللہ کرے۔ اس کی طرف دیکھیں آپ کے کیا پروگرام ہیں۔ آپ لوگ Mature ذہنیت کے حامل ہیں۔ چالیس سال سے اوپر کے لوگ ہیں جن کی سوچیں بھی پکّی ہیں، جن کے علم میں بھی کافی حد تک پختگی آگئی ہوتی ہے۔ اگر آپ لوگ اپنا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اس ملک میں انقلاب پیدا ہو

سکتا ہے۔تبلیغ کے راستے مزید کھل سکتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس تبلیغ کے ساتھ عمل صالح کی طرف بھی توجہ ہو۔اپنے عمل تمہارے اچھے ہوں گے۔نیکیوں کی طرف توجہ ہوگی تو تمہاری تبلیغ بھی بارآور ہوگی ، پھلدار ہوگی۔پس اس لحاظ سے بھی یہ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری کہ اپنے تبلیغ کے میدان بھی مزید کھولیں۔ جہاں آپ اپنی تربیت کریں وہاں اپنے بچوں کی تربیت کریں۔اس پیغام کو جو اس زمانے میں آپ نے پہنچانے کا عہد کیا ہے اور 27رمئی کو اس عہد کا اعادہ کیا ہے،تجدید کی ہے اس کو آپ نے پورا کرنا ہے ورنہ بہت سارے لوگ مجھے خط لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے عہد کیا اور ہمارے جذبات میں ایک عجیب تبدیلی آگئی۔صرف وقتی طور پر تبدیلی آنا کام نہیں ہے۔اس تبدیلی کو مستقل اپنے ذہنوں میں بٹھانا کام ہے۔اور پھر صرف بٹھانا نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا بھی کام ہے۔

پس اس لحاظ سے ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ نے اپنے اوپر لی ہے اور خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے لی ہے،اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

حضور نے فرمایا:تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ مساجد کی تعمیر ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:''مَیں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اگر کہیں جماعت کو متعارف کروانا ہو، اسلام سے متعارف کروانا ہو،خود مسلمانوں کو آرگنائز کرنا ہو تو مسجد تعمیر کردو۔

بیلجیئم ان ملکوں میں سے ہے جہاں ابھی تک باقاعدہ مسجد نہیں۔سینٹر بے شک ہیں۔بڑی مالی قربانیاں کی ہیں سینٹرز خریدے گئے ہیں۔برسلز میں خریدا ہے اور جگہ بھی ہیں اور تربیت کے لحاظ سے تو ٹھیک ہے آپ کرتے ہیں لیکن تبلیغی میدان جو ہے وہ بغیر مساجد کی تعمیر کے لوگوں کی اس طرف توجہ ہونے میں ایک بہت بڑی روک بن جاتا ہے۔کیونکہ لوگ اس طرح توجہ نہیں کرتے۔مسلمان ان ملکوں میں بہت سارے آئے ہیں وہ مسجد کو دیکھتے ہیں،اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور انصار اللہ جو چالیس سال کی عمر کے ہیں اور اس سے اوپر ہیں۔یہ ایک ایسی عمر کا گروپ ہے Age Group جسے کہتے ہیں انگریزی میں یہ جو حصہ ہے اس گروپ میں جو لوگ ہیں ان میں عموماً آمدنی کے لحاظ سے بھی اچھے حالات ہوتے ہیں اس لئے مالی قربانی کی طرف انصار کو زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ مسجد سے کس حد تک تعارف پیدا ہوتا ہے۔مَیں ابھی فرانس میں مسجد کا افتتاح کرکے آیا ہوں۔وہاں لوگ احمدی جو تھے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہماری مسجد کا اتنا تعارف ہوگا۔نیشنل ٹی وی نے،اخباروں نے اور میڈیا نے جتنی کوریج دی ہے اس کو وہ کروڑوں تک بھی خرچ کرتے تو شاید تبلیغ وہاں تک نہ پہنچ سکتی جس طرح اس مسجد کی تعمیر سے پہنچ گئی۔

پھر برلن مسجد کی تعمیر ہے۔مجھے کسی نے بتایا کہ یورو نیوز (Euro News) نے کافی وقت کی خبر دی ہے۔یہاں فرنچ میں ،جرمن میں،انگریزی میں خبریں آتی ہیں۔تو احمدیت کی تبلیغ ہوئی اور اس سے لوگوں کو تعارف حاصل ہوا۔ابھی جرمنی میں ہی تھا کہ ایک بوڑھی مائی برلن سے آئی کہ مَیں نے خلیفہ کو ملنا ہے۔خلیفہ یہاں آئے ہوئے ہیں۔اس سے پوچھا کہ کیسے پتہ لگا تو کہنے لگی مَیں نے ٹی وی پر دیکھا،اخبار میں پڑھا تو مجھے شوق پیدا ہوا کہ مَیں خود جاکر دیکھوں۔تو اسی طرح اور لوگ بھی آئے مسجد دیکھنے کے لئے۔اسی اخباروں کے تعارف کی وجہ سے اور تبلیغ کے نئے راستے بھی کھلے،بیعتیں بھی ہوئیں۔

حضور انور نے فرمایا: تو مسجد جو ہے ایک بہت بڑا راستہ ہے تبلیغ کا۔اس کے لئے بھی سب سے پہلے وہ لوگ جن کی سوچیں Mature ہیں ، جنہوں نے انصاراللہ ہونے کا اعلان کیا ہے ان لوگوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔صرف اس میں ایک دوسرے پہ الزام تراشیوں سے کچھ نہیں ہوگا۔یہ کام نہیں کررہا یا وہ کام نہیں کررہا۔اس سے نتیجے حاصل نہیں ہوسکتے۔سب کو اکٹھا ہوکر اپنے رخوں اور اپنی سمتوں کا تعین کرنا ہوگا۔ اپنی منزلوں کا تعین کرنا ہوگا۔اپنے ٹارگٹ مقرر کرنے ہوں گے۔تب اس میں برکت بھی پڑے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ آپ لوگ یہاں بھی اس قابل ہوں گے کہ یہاں مسجد تعمیر کرسکیں۔یہاں بے شک مَیں نے کہا کہ تربیت کے لئے سینٹر ہیں لیکن جہاں مسجدیں ہماری نہیں ہیں یہی رپورٹ آتی ہے کہ جو مسلمانوں میں سے احمدی ہوتے ہیں شروع میں کمزور ہوتے ہیں۔ابتدائی حالت ہوتی ہے۔دوسرے مسلمان ان کو ورغلا کرلے جاتے ہیں کہ دیکھو انہوں نے تو مسجد نہیں بنائی۔یہ تو مسلمان نہیں ہیں۔سینٹر بنائے ہیں،ہال بنائے ہیں،کمرہ بنایا ہوا ہے جہاں یہ نماز پڑھتے ہیں۔یہ اصل میں دکھاوے کی باتیں ہیں۔اگر یہ مسلمان ہوتے تو سب سے پہلے مسجد بناتے۔اور یہ بہت بڑی روک ہے تبلیغ میں۔اس لئے اس طرف اب بہرحال توجہ کرنی چاہئے۔اور اسی حوالے سے اب میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ قربانیاں بے شک آپ نے کی ہیں اور کررہے ہیں۔جہاں تک میرا علم ہے کچھ رقم آپ کے پاس موجود بھی ہے لیکن مسجد بنانے کے لئے جگہ نہ مل سکی ہے۔اس لئے کہ سب کی مل کر جو کوشش صحیح رنگ میں ہونی چاہئے وہ نہیں ہوئی۔اگر آپ ایک ہوکر کوشش کریں تو انشاء اللہ اس میں برکت پڑ جائے گی۔ اور جو رقم آپ نے جمع کی ہے اس کا صحیح استعمال بھی ہوجائے گا۔تو یہاں بھی مسجد بنانے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور اسی طرح آپ کو تبلیغ کے میدان میں بھی پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔اپنی تربیت کے لئے بھی آپ کو پہلے سے زیادہ توجہ پیدا ہو۔اپنی اولادوں کی تربیت کی طرف بھی آپ کو پہلے سے زیادہ توجہ پیدا ہو اور سب سے بڑھ کر دعاؤں اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں آپ بڑھنے والے ہوں۔تبھی آپ حقیقی رنگ میں انصاراللہ کہلانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس ملک میں بھی احمدیت اسلام کا پیغام جلد سے جلد پھیلے اور ہم وہ ترقیاں دیکھیں جو مقدر ہیں اور جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہوا ہے۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

حضور انور نے فرمایا جماعت کی خاصی تعداد یہاں موجود ہے۔ جو مَیں نے انصاراللہ سے باتیں کی ہیں وہ سب کے لئے ہیں۔اس طرف توجہ دیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور اللہ کرے کہ جلد سے جلد ہم یہاں ترقیاں دیکھیں اور جلد سے جلد آپ کی طرف سے مجھے خوشخبریوں کی اطلاع ملنے لگ جائے۔اللہ کرے۔آمین۔دعا کرلیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب بارہ بج کر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی دعا کروائی۔دعا کے بعد انصار کے ایک گروپ نے کورس کی صورت میں دعائیہ نظمیں پیش کیں۔جس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کے حصہ میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور بچیوں کے مختلف گروپس نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔حضور انور نے ازراہ شفقت تمام بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشن ہاؤس کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جو چھوٹے کم عمر بچوں والی خواتین کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان بچوں کو بھی ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائیں۔اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس کے کھلے احاطہ میں تشریف لے آئے۔

جماعت کے نوجوان بچوں نے ایک "VIP Reception Package" تیار کیا تھا جس میں مقامی زبان میں اسلام کے بارہ میں اور جماعت کے تعارف پر مشتمل مختلف پمفلٹس وغیرہ تھے۔ایک نوجوان رضوان احمد نے یہ پیکیج حضور انور کی خدمت میں پیش کیا۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ تم نے تیار کیا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ ہم سب نے مل کر تیار کیا ہے۔ موصوف نے درخواست کی کہ حضور انور اس پر دستخط فرمادیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس پر دستخط فرمائے۔

بعدازاں نیشنل مجلس عاملہ جماعت بیلجیئم،نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ اور سیکورٹی کی ڈیوٹی دینے والے خدام نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ نے مارکی میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ملک بھر کی تمام جماعتوں اور مجالس سے آنے والے احباب جماعت انصار،خدام،لجنہ اور اطفال و ناصرات نے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔فرانس،جرمنی،یوکے اور بعض دیگر یورپی ممالک سے آنے والے مہمان بھی موجود تھے۔ایک ہزار کے لگ بھگ حاضری تھی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

بیلجیئم سے لندن کے لئے روانگی

پروگرام کے مطابق اب بیلجیئم سے لندن (یوکے) کے لئے روانگی تھی۔دو بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی۔اور اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور قافلہ برسلز مشن ہاؤس سے فرانس کی بندرگاہ کیلے (Calais) کے لئے روانہ ہوا۔

احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ ہر طرف سے حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے سبھی عشاق کے ہاتھ بلند تھے اور فی امان اللہ اور خدا حافظ کی صدائیں بلند ہورہی تھیں۔

امیر صاحب بیلجیئم،صدر صاحب خدام الاحمدیہ بیلجیئم اور خدام کی سیکورٹی ٹیم پر مشتمل دوگاڑیاں قافلہ کے ساتھ تھیں۔قریباً ایک گھنٹہ چالیس منٹ کے سفر کے بعد چار بجے سہ پہر Calais کی بندرگاہ پر آمد ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے گاڑی سے باہر تشریف لائے اور امیر صاحب بیلجیئم اور بیلجیئم سے ساتھ آنے والے دوسرے خدام نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

امیگریشن کی کارروائی اور کلیئرنس کے بعد دو گاڑیاں کیلے فیری ٹرمینل کے پارکنگ میں پہنچیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے گاڑی سے باہر تشریف لائے اور اپنے خدام سے گفتگو فرمائی۔

پونے پانچ بجے گاڑیاں "Pride of Burgandi" نامی فیری میں داخل ہوئیں اور پانچ بج کر دس منٹ پر فیری انگلستان کی بندرگاہ ڈوور (Dover) کے لئے روانہ ہوئی۔قریباً ایک گھنٹہ چالیس منٹ کے سفر کے بعد انگلستان کے مقامی وقت کے مطابق شام چھ بجے فیری Dover کی بندرگاہ پر پہنچی۔انگلستان اور فرانس کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فیری سے باہر تشریف لائے تو ٹرمینل کی عمارت کے سامنے مکرم امیر صاحب یوکے،مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج یوکے،مکرم صدر صاحب انصار اللہ،خدام الاحمدیہ اور دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا اور کچھ دیر امیر صاحب یوکے سے گفتگو فرمائی۔

بعدازاں قافلہ Dover سے مسجد فضل لندن کے لئے روانہ ہوا۔ڈوور سے لندن کا فاصلہ 109 میل ہے۔شام آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد فضل لندن تشریف آوری ہوئی جہاں مسجد فضل کے احاطہ میں مرد و خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔بچے اور بچیاں اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے'' یا امیر المومنین اھلاً و سھلاً و مرحبا ''،'' یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی'' اور دیگر استقبالیہ نغمات پڑھ رہے تھے۔مسجد کے احاطہ کو خوبصورت جھنڈیوں اور رنگ برنگی روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ایک بچے اور بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے بچوں اور بچیوں کے پاس کھڑے رہے اور پھر اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور مرد احباب کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل میں تشریف لاکر نماز عشاء پڑھائی۔نماز کی ادئیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

قافلہ کے ارکان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس تاریخی سفر میں حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کے علاوہ جن احباب کو حضور انور کی معیت کی سعادت عطا ہوئی ان میں مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)،مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن۔مکرم بشیر احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)۔حافظ اعجاز احمد صاحب شعبہ ریویو آف ریلیجنز)،مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت،مکرم محمد احمد صاحب نائب افسر حفاظت۔مکرم محمود احمد خان صاحب (عملہ حفاظت خاص) ناصر احمد سعید صاحب عملہ حفاظت۔نصیر الدین ہمایوں صاحب عملہ حفاظت،خواجہ عبدالقدوس صاحب عملہ حفاظت،خاکسار عبدالماجد صاحب طاہر۔(ایڈیشنل وکیل التبشیر) شامل ہیں۔ نیز ڈاکٹر عبدالمومن جدران صاحب اور ندیم احمد امینی صاحب کو قافلہ کی دوگاڑیاں ڈرائیو کرنے کی سعادت عطا ہوئی۔ جرمنی سے مکرم عبداللہ سپرا صاحب کو بھی قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت عطا ہوئی۔

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

بقیہ رپورٹ: برطانوی پارلیمنٹ میں حضور انور کا خطاب از صفحہ نمبر 16

باہمی یکجہتی کے کاموں میں پیش رفت کرسکیں گی۔

انہوں نے مزید کہا کہ شدید مصروفیات میں سے کچھ لمحے نکال کران اعلیٰ اقدار کو سمجھنا ایک قابل قدر خزانہ ہے اور حضور انور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خاص طور پر ان اصولوں اور اقدار کو جن کا آپ نے یہاں بیان فرمایا ہے سننا اور سمجھنا واقعی خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب ڈومینک گریو کی تقریر

محترمہ ہیزل بلیئرز کے بعد جناب ڈومینک گریو (Rt Hon.Dominic Grieve M.P.) نے آج کی تقریب کے انعقاد پرخوشی کا اظہار کیا۔ڈومینک گریو بیکنز فیلڈ کے حلقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ ہونے کے علاوہ حزب اختلاف کی طرف سے Shadow وزیر داخلہ اور اورشیڈو اٹارنی جنرل ہیں۔

انہوں نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم جماعت احمدیہ کی میزبانی کا شرف حاصل کررہے ہیں جبکہ اکثر وہ ہماری مہمان نوازی کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں احمدی آبادی میں سے 75 سے 80 فیصد لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ احمدی مسلمان جتنی بڑی تعداد میں اپنے جلسہ سالانہ میں شرکت کرتے ہیں سیاسی جماعتوں میں اس قسم کے جذبہ شرکت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

جناب ڈومینک گریو نے کہا کہ آپ کی جماعت کے مثبت جذبوں نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔زندگی کے ہر میدان میں آپ کے ممبران خدمات انجام دے رہے ہیں۔ سول سروس،آرمی،قانونی،میڈیکل اور کاروباری ہر محکمہ میں جماعت کے افراد خدمات سرانجام دیتے نظر آتے ہیں جس کی وجہ آپ کا یہ نظریہ ہے کہ کھلے دل سے خیالات کے تبادلے ہوں اور اس طرح باہمی معاملات میں مفاہمت ہو اور تعاون سے کام کئے جائیں۔

انہوں نے کہا کہ حضور انور نے اپنے خطاب میں جو بین المذاہب گفت وشنید کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور اسلامی تعلیمات کی جو متناسب عملی صورت آپ کی زندگیوں میں نظر آتی ہے وہ معاشرہ کے لئے بہت مفید ہے۔

انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ انہیں موقع دیا گیا کہ وہ آج کی تقریب میں میزبانی کا شرف حاصل کرسکیں۔ جماعت کو صدسالہ خلافت جوبلی کی مبارکباد دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مذاہب کی ہم آہنگی کی جو مثال آپ نے قائم کی ہے وہ بہت خوش آئند اور اُمید افزا ہے۔اس لئے ہم بہت خوشی محسوس کرتے ہیں کہ جماعت کے مرکزی دفاتر آپ نے یہاں قائم کئے ہیں۔ہم محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے پُر امن یکجہتی کی مثال ہمارے سامنے قائم کی ہے ہم سب ان ہی بنیادوں پر معاشرہ کی تعمیر کرسکتے ہیں اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ایک پُر امن معاشرہ کی امید کرسکتے ہیں۔

جناب ایلن کین کی تقریر

اس کے بعد Felthum & Heston کے ممبر پارلیمنٹ جناب ایلن کین نے تقریر کی۔سب سے پہلے انہوں نے بتایا کہ اسی روز (22/اکتوبر 2008ء) صبح کے وقت انہیں وزیراعظم کی طرف سے ای میل کے ذریعہ پیغام ملا جسے انہوں نے پڑھ کرسنایا۔

وزیراعظم برطانیہ کا خصوصی پیغام

Message from Prime Minister of United Kingdom
Rt.Hon.Gordon Brown M.P.

"Dera Allen,
I wanted to send a note to say how sorry I am that I can't be with you at the event today as you gather with friends from the Ahmadiyya comminity.
I know that Hazel will convey my best wishes and those of the whole Labour movement at this auspicious occasion of the Khilafat Centenary.
Please do extend a warm welcome to His Holiness Hadrat Mirza Masroor Ahmad and the fellow worshipers in over 176 countries.
British Ahmadiyya community will continue to work towards Peace and Tolerance and to strengthen inter-faith dialogue, both here and abroad.
I know that both you and Hazel will continue to keep me abreast of all the many successes of the Ahmadiyya Mislim community in Britain.
Please do pass on my appreciation and thanks to everybody gathered with you today,and through them to the many Ahmadi Muslims for making such contribution to the country.
Best Wishes
Gordon"

وزیراعظم برطانیہ جناب گورڈن براؤن کا پیغام

وزیراعظم نے ایلن کین صاحب کو مخاطب کرکے لکھا:

مَیں آپ کو پیغام بھجوا رہا ہوں کہ اظہار کرسکوں کہ مجھے کس قدر افسوس ہے کہ آج مَیں آپ کے ساتھ اس تقریب میں شرکت نہیں کرسکوں گا جہاں آپ جماعت احمدیہ کے احباب کے ساتھ شریک ہوں گے۔مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ اور محترمہ ہیزل بلیئرز میری اور تمام لیبر تنظیم کی طرف سے خلافت جوبلی کے موقع پر پیغام تہنیت اور خیر مقدم کے جذبات حضور انور حضرت مرزا مسرور احمد تک اور ان کی معرفت 176 ممالک میں قائم جماعت ہائے احمدیہ کے افراد تک پہنچادیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ قیام امن،معاشرتی رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کی کاوشیں نہ صرف ملک بھر میں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی جاری رکھ رہی ہے۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ اور محترمہ ہیزل مجھے جماعت احمدیہ برطانیہ کی کامیابیوں سے مطلع رکھیں گے۔

براہ مہربانی تمام حاضرین کو میرے جذبات تشکر اور تحسین پہنچادیں اور ان کے ذریعہ تمام احمدی مسلمانوں تک بھی جو ملکی زندگی میں قابل قدر حصہ لے رہے ہیں۔

بہترین تمناؤں کے ساتھ: گورڈن

جناب ایلن کین نے وزیراعظم برطانیہ کا پیغام پڑھ کر سنانے کے بعد کہا کہ آخر میں مَیں مختصراً چند الفاظ کہنا چاہوں گا۔ ہمارے جو بھی سیاسی اختلافات ہیں آج کی محفل میں ان پر یکجہتی کی روشنی پڑتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے علم ہے کہ کیوں اتنی بھاری تعداد میں مختلف سیاسی حلقوں سے اور مختلف ایوانوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات یہاں اکٹھی ہوئی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ممبران سے انہیں اپنے اپنے علاقوں میں تعارف حاصل ہوا ہے اور قیام امن کے لئے اس جماعت کی نہایت استقلال سے مسلسل ہونے والی کوششوں سے متأثر ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسی وجہ سے ہم سب ممبران جماعت کی کوششوں کو سراہتے ہیں اور تعاون کی پیشکش کرتے ہیں۔انہوں نے حضور انور کو خلافت جوبلی کے حوالہ سے مبارکباد دی اور تقریب کے انعقاد پر جسٹین گرینگ صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔

لبرل ڈیموکریٹک پارٹی لیڈر کی تقریر

اس کے بعد سائمن ہیوز نے جو لبرل ڈیموکیٹک پارٹی کے صدر ہیں تقریر کی۔

انہوں نے سب سے پہلے اس چیز کا ذکر کیا کہ انہیں جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع مل چکا ہے اور وہ ہزاروں ممبران کے اجتماع سے متأثر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں تین امور کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

اوّل تو یہ کہ جس چیز نے مجھے آپ کی جماعت کے بارہ میں متأثر کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ بہت ہی کھلے دلوں کے ساتھ دوسروں کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ برطانیہ نے آپ کو یہاں شہریت دی ہے مگر آپ کی جماعت کے افراد نے اپنے آپ کو ایک تنگ نظر حلقہ بند گروہ نہیں بنایا بلکہ انہوں نے جو طرز زندگی اپنایا ہے اس سے زندگی کی لہریں ہر سمت بلند ہوتی رہی ہیں۔مختلف پارٹیوں کے مابین اور ان کی زندگیوں کے اندر ایک حیات افزا برقی رَو کی طرح پھیلی ہیں جہاں بھی آپ لوگ آباد ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اس طرح باہمی یکجہتی سے مل جل کر رہنا بہترین طریقہ ہے جس سے غلط فہمیوں اور تعصّبات کے تدارک کا عمل وجود میں لایا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے مَیں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ دوسری بات جو مَیں کہنا چاہوں گا یہ ہے کہ لندن کا ممبر پارلیمنٹ ہونے کی حیثیت سے مَیں اور دوسرے ممبران پارلیمنٹ فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم ایک Cosmopolitan شہر کے رہنے والے ہیں جہاں مختلف قوموں کے باشندے مل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بلکہ شاید دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعداد میں یہاں مختلف نسلوں اور قومیتوں کے لوگ رہتے ہیں۔اس لئے یہ امر بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ ہم دنیا میں امن کے ساتھ مل جل کر رہنا سیکھیں۔ یہاں دنیا بھر کے مذاہب کی نمائندگی ہے۔آپس میں ہم ایک دوسرے سے سبق حاصل کرسکتے ہیں کہ کس طرح زندگیاں گزارنی چاہئیں۔اس ذریعہ سے ہمیں نمونۃً دکھانا ہوگا کہ بہترین ہم آہنگی کا طریق کیا ہے۔سب سے بہترین معاشرہ وہی ہے جہاں ایک دوسرے کے احساسات اور اعتقادات کے لئے دلوں میں عزت اور احترام ہو جس کا اظہار عملی صورت میں بھی ہو کہ ہر شخص آزادی محسوس کرے کہ وہ اپنی تعلیم و تدریس، عبادت،تبلیغ،اپنے خیالات کی تشہیر آزادی سے کرسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں جو مراعات حاصل ہیں وہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہیں۔

تیسری بات جو مَیں کہنی چاہتا ہوں یہ ہے کہ ہم آج آپ کی خلافت جوبلی منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہے کہ انسانی حقوق اور مذہبی آزادی دنیا میں سب کو حاصل نہیں ہیں۔ پاکستان میں اور بعض دوسرے ممالک میں مکمل آزادی تمام افراد کو نہیں ہے کہ وہ اپنے چنیدہ مذہب پر آزادی سے عمل پیرا ہوسکیں۔انہوں نے کہا کہ اتنی بڑی تعداد میں مختلف حلقہ ہائے فکر کے نمائندے جو یہاں جمع ہوئے ہیں یہ بھی اس کا غمّاز ہے کہ یہ احساس بہت واضح طور پر موجود ہے کہ ہمیں مل جل کر کوششیں کرنی ہوں گی کہ آزادی کو دنیا میں رواج دیا جائے تا کہ آپس میں تبادلۂ خیالات سے ایک دوسرے سے سیکھنے کا میدان کھلا رہے۔

انہوں نے کہا کہ آپ کی صدسالہ خلافت جوبلی کے موقع پر ہم ازسرنو اس عزم کا اعادہ کرتے ہیں کہ کوششیں تیز کریں گے تا کہ دنیا میں تمام لوگ آزادی سے رہ سکیں۔

لارڈ ایوبری کی تقریر

تقریب کے اختتام پر لارڈ ایوبری نے تقریر کی۔

انہوں نے حاضرین کو ’’السلام علیکم‘‘ کا تحفہ پیش کیا اور کہا کہ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس تقریب میں مجھے شکریہ کے کلمات کہنے کا موقع دیا گیا ہے۔انہوں نے حضور انور کے خطاب کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس قدر شاندار خطاب کے لئے مَیں حضور انور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ دوسروں نے بھی خراج تحسین پیش کیا ہے مگر مَیں مزید کہنا چاہوں گا کہ اس خطاب میں جو نشاندہی حضور انور نے اخلاقی اقدار کی طرف فرمائی ہے وہ بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

انہوں نے کہا کہ جلین میرن (محکمہ خارجہ کی وزیر) نے بھی کہا کہ وزارت خارجہ کے کاموں کی بنیاد بھی ان ہی عوامل پر ہے کہ برابری کے ساتھ سب کو حصہ ملے،انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کے حوالہ سے بھی۔

انہوں نے کہا کہ حضور انور نے اپنے خطاب میں اختلافات اور تصادم سے بچنے کے لئے جو امور بیان فرمائے ہیں اور اختلافات کے جو حل حضور نے ہمارے سامنے رکھے ہیں وہ وزارت خارجہ کے لئے بھی بہت اہم نکات ہیں کہ کس طرح اختلافات سے نپٹا جاسکتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہم دنیا میں بہت سی جگہوں پر اختلافات اور تصادم کی روک تھام کے لئے کام کررہے ہیں جن میں سے بعض مسائل مساوی انسانی حقوق کا نہ حاصل ہونا بھی ہے۔انہوں نے صدر ضیاءالحق کے نافذ کردہ بعض قوانین کا ذکر کیا کہ توہین رسالت کے نام پر قوانین نافذ کر دئے گئے تھے جن سے احمدیوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کیا گیا۔اور یہ قوانین اب جبکہ عوامی حکومت کا قیام ہو چکا ہے اب بھی اسی طرح نافذ کئے جاتے ہیں۔

انہوں نے بنگلہ دیش میں جماعت کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ دنیا کے بہت سے حصوں میں ختم نبوت کے نام پر جو غلط فہمیاں احمدیوں کے خلاف پیدا کردی گئی ہیں،جن کی وجہ سے اسلام کی جو عکاسی یہ جماعت کرتی ہے جیسا کہ اصولی طور پر حضور انور نے اپنے خطاب میں بیان کی ہیں ان میں سے بہت سی اقدار وہ ہیں جن پر ہم بھی یقین رکھتے ہیں۔اس لحاظ سے ہمارے لئے یہ سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ ان اعلیٰ اقدار کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ یہ تو وہ اقدار ہیں جن سے مختلف قومیتیں اور مذاہب مل کر امن سے رہ سکتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم بحیثیت عوام بھی اور وزارت خارجہ کے ذریعہ سے بھی دنیا بھر میں مساوی انسانی حقوق کے قیام کے لئے کوششیں کررہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جیسا کہ میرے دوسرے ساتھیوں نے بھی اظہار کیا ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے افراد کا اس ملک میں رہائش پذیر ہونا اپنے لئے نہایت خوش کن سمجھتے ہیں۔ان سے مل کر ہمیں اس بات کی یاددہانی ہوتی ہے کہ ہمیں دنیا میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر مساوی انسانی حقوق اور انسانی آزادی کے لئے کوشاں رہنا چاہئے اور دنیا میں جو اختلافات تصادم کی شکل اختیار کرلیتے ہیں اس کا سدّ باب کرنا چاہئے۔

لارڈ ایوبری(جو لبرل ڈیموکریٹ پارٹی کے باثر رہنمار ہے ہیں 1971ء سے ہاؤس آف لارڈز کے اہم ترین ممبر ہیں اور جماعت احمدیہ برطانیہ سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں) نے حضورانور سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ کے حکمتوں سے بھرے ہوئے الفاظ اورنصائح کے لئے ہم آپ کے بیحد ممنون ہیں اورہم امید کرتے ہیں کہ ہم سب اپنی زندگیوں میں ان سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھاسکیں گے۔ شکریہ کے ساتھ انہوں نے تقریر کوختم کیا۔

حضورانور کی طرف سے معزز شخصیات کوتحائف

اس کے بعد حضورانور کی طرف سے معزز شخصیات کو یادگاری تحائف پیش کئے گئے جس کے بعد محترمہ جسٹین گرینِنگ نے حضورانور کی خدمت میں یادگاری تحفہ پیش کیا اور بتایا کہ یہ ایک گھڑی ہے جس پر ہاؤس آف پارلیمنٹ کا نشان (Logo) کندہ ہے۔انہوں نے کہا کہ آج کی اہم تقریب کی یادگار کے طور پرانہوں نے یہ تحفہ چنا ہے۔

اس کے بعد مختلف شخصیات نے حضورانور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوائے۔جس کے بعد کئی اہم شخصیات کا حضور انور سے تعارف کروایا گیا۔

بعض اہم شخصیات کے تبصرے

کینیڈا کے ہائی کمشنر ہزایکسی لینسی مسٹر جیمز رائٹ نے تبادلہ خیال کے دوران حضور انور کو خلافت جوبلی کی مناسبت سے مبارکباد پیش کی۔اور جماعت کے ممبران کی کینیڈا میں موجودگی پر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ آپ کے جواصول ہیں تمام انسانوں کے لئے احترام اورروا داری وہ ہم سب کے لئے بھی بہت اہم ہیں۔

جن شخصیات کا اس کے بعد حضورانور سے تعارف کروایا گیاان میں چند درج ذیل ہیں:

- ...... Rt.Hon. James Plaskitt M.P. of Leamington Spa.
- ......یوگنڈا کے ہائی کمشنر۔
- ......گھانا کے ہائی کمشنر۔
- ......ثقافتی اتاشی امریکن ایمبیسی ۔انہوں نے حضورانور کو بتایا کہ انہوں نے انتظامیہ سے درخواست کی ہے کہ حضورانور کے خطاب کی کاپی انہیں بھجوائی جائے۔تا کہ وہ سفیرامریکہ کو بھی حضور کے پیغام سے متعارف کرواسکیں۔
- ......پروفیسر مائیکل Fosdal صاحب۔
- ......Mr. Rowan Laxton۔ یہ امور خارجہ اور کامن ویلتھ کے دفاتر سے نمائندہ تھے۔انہوں نے بعض امور پر حضورانور سے تبادلہ خیال کیا۔

اس موقع پر MTA کے نمائندگان نے بعض شخصیات کے انٹرویو بھی لئے۔ان میں ڈیوڈ کیلا ہین جوسٹن (Sutton) کے علاقہ کے ڈپٹی میئر ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ مخلص احمدی ہیں۔اس کے علاوہ سیرالیون کے ہائی کمشنر His Exell: Melvin Chalobah شامل تھے۔

اس کے علاوہ کاؤنسلر پیٹر ساؤتھ گیٹ جو بیت الفتوح کے علاقہ کے کونسلر ہیں ان سے ان کے خیالات بھی پوچھے گئے۔انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ نے مسجد کے علاقہ میں ہمسایوں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ایک رابطہ کمیٹی تشکیل دی تھی اور یہ کام انہوں نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے سے بھی پہلے کیا تھا۔ اس فراست کے لئے مَیں جماعت کوخراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ بہت عقلمندانہ قدم تھا۔اب کمیٹی کو قائم ہوئے تقریباً دس سال ہورہے ہیں اورانہوں نے ہمسایوں سے بہت اچھے تعلقات رکھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بہت ہی اچھا ہوتا اگر دوسرے تمام مسلمان گروپ بھی اسی طرح فراخدلی کا مظاہرہ کرتے۔ اوران میں بھی اس قسم کا جذبہ پایا جاتا کہ اسلام کی اعلیٰ تصویر اردگرد پھیلائی جائے کہ اسلام کی تعلیمات کس قدر موزونیت اور تناسب رکھتی ہیں اور امن اورمحبت کا پرچار کرتی ہیں۔

اس کے بعد ہائی کمشنر آف کینیڈا سے اس تقریب کے حوالہ سے ان کے جذبات پوچھے گئے تو انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے حضورانور کا خطاب سنا وہ اس چیز کو اپنے لئے اعزاز سمجھ رہے تھے کہ انہیں یہ موقع میسر آیا۔انہوں نے کہا کہ کینیڈا میں بیس ہزار احمدی رہتے ہیں اور ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے کہ جو اصول آپ احمدیوں نے اپنا رکھے ہیں یعنی رواداری، باہمی افہام وتفہیم،ایک دوسرے کے جذبات کا احترام، وہ ہمارے اصول بھی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حضور کا خطاب قیام امن کے لئے بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔تمام انسانوں کے لئے محبت کا پیغام اورنفرتوں سے دُوری نہایت امید افزا پیغام ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ تمام دنیا میں لوگ اس پیغام کو سنیں گے اوردلوں میں جگہ دیں گے۔اس زمانہ میں جبکہ دنیا کو اس قدر مسائل کا سامنا ہے سب کو چاہئے کہ اس اخلاق اورروحانی خزانہ کی قدر کریں اور مثبت اقدار کو تعاون مہیا کریں۔

برطانوی پارلیمنٹ کے احاطہ میں نمازوں کی ادائیگی

تقریب کے آخر پرحضور انور نے پارلیمنٹ کے احاطہ میں نماز ظہر وعصر باجماعت پڑھائیں جس کے لئے باقاعدہ صفیں بچھا دی گئی تھیں ۔ یہ بھی نہایت روح پرور ،ایمان افروز نظارہ تھا اور تاریخ ساز بھی۔

برطانوی پارلیمنٹ کی عمارت کا دورہ

ادائیگیٔ نماز کے بعد محترمہ جسٹین گرینِنگ نے حضور انور کو پارلیمنٹ کی عمارت کا دورہ کروایا۔حضور انور کو وہ عالیشان ہال بھی دکھایا گیا جو سارے یورپ میں اپنی طرز کا نادر ہال ہے۔1881ء تک اس ہال میں بادشاہوں کی رسم تاجپوشی کی تقریب منعقد کی جاتی تھی۔ بہت بڑے بڑے مقدمات کی سماعت بھی یہاں کی جاتی تھی۔

1605ء میں اس ہال میں Guy Fawkes پر بھی مقدمہ چلایا گیا تھا جس نے پارلیمنٹ کی عمارت کو آگ لگا کر تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔اس واقعہ کی یاد میں آج تک برطانیہ میں Guy Fawkes Night منائی جاتی ہے اور پھلجھڑیاں اور پٹاخے چلا کر پارلیمنٹ کے خلاف کی جانے والی کارروائی کے ناکام ہونے کا تماشا کیا جاتا ہے۔

پارلیمنٹ کی عمارات کا دورہ کرتے ہوئے حضور انور نے Central ، St.Stephen's Hall ، Members Lobby اور چیمبر بھی دیکھے۔چیمبر میں اس وقت ایک قانونی بل کی سماعت ہورہی تھی۔

اس کے بعد بعض ممبران پارلیمنٹ سے حضور انور کی ملاقات کروائی گئی جن میں Rt. Hon. Nick Clegg جو لبرل ڈیموکریٹ پارٹی کے لیڈر ہیں اور لارڈ بشپ نذیر علی شامل تھے۔

ساڑھے چار گھنٹے یہ تقریب جاری رہی۔تقریباً پانچ بجے شام حضور انور Port Cullis House کے دروازہ کی طرف سے باہر تشریف لائے اور محترمہ جسٹین گرینِنگ جنہوں نے اس تقریب کا انعقاد کیا تھا نے حضور انور کو خدا حافظ کہا۔یوں یہ نہایت اہم تاریخ ساز تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

بقیہ:دورہ بھارت از صفحہ نمبر 9

خطبہ جمعہ

تشہد،تعوذ اورسورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور نے فرمایا:

اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے آج مجھے ہندوستان کے اس علاقہ میں آنے کی توفیق دی اورآپ لوگوں سے ملنے اورآپ کے اخلاص ووفا کو دیکھنے کا موقع عطا فرمایا۔آپ سمیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے احمدی کا اخلاص ووفا قابل مثال ہے۔ کیونکہ ہر احمدی جانتا ہے کہ خلافت احمدیہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے وہ رسّی ہے جس کو پکڑ کے ہمیں آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔اوراپنی منزل مقصود تک پہنچنا ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ ہماری منزل مقصود للہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔وہ کام کرتے جانا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کی کامل اطاعت کا حامل بنانے والے ہیں۔وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو مسیح موعود اورمہدی موعود ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو۔ٹھٹھا،ہنسی، کینہ وری، گندہ زبانی، لالچ، جھوٹ، بدکاری، بدنظری، بدخیالی، دنیا پرستی،تکبر،غرور،خود پسندی،شرارت، کج بحثی،سب چھوڑ دو۔پھر راستبازوں کا معجزہ آسمان سے ملے گا۔تم اَبنَاءُ السَّمَآءِ بنو نہ اَبْنَآءَ الْاَرْض اور روشنی کے وارث بنو نہ کہ تاریکی کے عاشق تاتم شیطان کی گزر گاہوں سے امن میں آجاؤ''۔

حضورانور نے فرمایا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔اگر اس مقصد کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوکر حاصل کرنے کی کوشش ہم کرتے رہیں گے تو تمام قسم کے بُرے کاموں سے بچنے اوران تمام قسم کے نیک کاموں کی توفیق ہمیں ملے گی جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔معاشرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے۔عبادت کے جو راستے یا طریق اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں ان میں سب سے اہم پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔'' سواے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو''

پس اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد تقویٰ پر چلنے کی سب سے بڑی شرط نمازوں کی ادائیگی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہم اپنے ماحول میں اپنے نیک اعمال کی وجہ سے دوسروں کو بھی اپنی طرف کھینچنے والے ہوں گے۔ ہماری عبادتوں کی وجہ سے ہماری تبلیغ بھی بارآور ہوگی۔اپنے آپ کو ہر مخفی شرک سے بچائیں اور بدعات اور بدرسومات سے ہمیشہ بچتے رہیں۔دینی تعلیم کا حصول آپ لوگوں کا ایک اہم مقصد ہونا چاہئے اور پھر اس دینی علم کو استعمال کرکے تبلیغ میں بھی اہم کردار ادا کرنے والے بنیں۔نیک اور سعید فطرت لوگوں کو اسلام کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کریں کہ اب دنیا کی اصل نجات آنحضرت ﷺ کو ماننے میں ہی ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے دعاؤں کا ہتھیار دیا گیا ہے۔اس لئے دعاؤں کی طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کامیابی کا باعث بنیں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بجے تک جاری رہا۔اس خطبہ کا ملیالم زبان میں ساتھ ساتھ رواں ترجمہ مبلغ سلسلہ کالیکٹ ایم ناصر صاحب نے کیا۔بعدازاں حضورانور نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کرکے پڑھائی۔

نمازوں کی ادئیگی کے بعد اپنی رہائشگاہ کے لئے روانہ ہونے سے قبل حضورانور نے مسجد سے ملحقہ نمائش کا معائنہ فرمایا۔ شعبہ اشاعت نے حضورانور کو بتایا کہ امسال جماعت کیرالہ کو 26 کتب کے ملیالم زبان میں تراجم شائع کرنے کی توفیق ملی۔ بعدازاں پولیس ایسکورٹ میں حضورانور اپنی رہائشگاہ پرتشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ایک تاکیدی ارشاد

''نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑو۔ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اپریل 2005ء)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اوریہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشادسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت سیدہ امۃالحئی بیگم صاحبہؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8؍فروری 2007ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ کے قلم سے حضرت سیدہ امۃ الحی بیگم صاحبہؓ کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں 20؍اکتوبر 1995ء اور 9؍فروری 1996ء کے شماروں میں حضرت سیدہ کی سیرت پر ''الفضل ڈائجسٹ'' میں روشنی ڈالی جاچکی ہے۔

حضرت سیدہ امتہ الحئی بیگم صاحبہؓ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کی بیٹی تھیں جو آپ کی اہلیہ ثانیہ حضرت اماں جی صغریٰ بیگم صاحبہ کے بطن سے یکم اگست 1901ء کو پیدا ہوئیں۔ آپ بچپن سے ہی نہایت ذہین اور زیرک تھیں۔ حضورؓ آپ کی بچپن کی عادات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہماری ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہیں رکھتی پر ہمیں دیکھ کر کاغذ، قلم، دوات سے لکیریں ڈالتی رہتی ہے''۔

حضرت حافظ غلام رسول صاحب لنگوی آپؓ کی ذہانت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک روز نماز فجر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ، مولوی محمد احسن صاحبؓ امروہی اور دیگر صحابہؓ بھی موجود تھے۔ حضرت امۃ الحئ مرحومہ کی عمر اُس وقت قریباً چار سال کی تھی اور وہ اپنے آپ کو ڈاکٹر کہتی تھیں۔ میں نے حضرت اقدس کا یہ شعر پڑھا:

آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اور سادگی سے غافِلو کی بجائے غافلو پڑھ دیا۔ حضرت امۃ الحئ صاحبہ نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ نہیں مولوی صاحب! غافلو نہیں بلکہ غافِلو ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے مجھے فرمایا کہ اس نے تو آپ کی غلطی نکال لی۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا: دیکھو کس قدر فہیم بچی ہے اور اس کا ذہن رسا کیسا ہے۔ میں نادم سا ہوا، اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا: ندامت کی کوئی بات نہیں انسان سے سہو ہو ہی جاتا ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے بچپن ہی سے آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔ ایک بار آپؓ سے فرمایا: اگر تم سورۃ بقرہ ہماری منشاء کے مطابق ہم کو سنادو تو ہم تم کو سردست دوسو روپیہ بطور انعام دیں گے۔ چنانچہ حضرت سیدہ نے یہ انعام حاصل کرلیا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اولاد کے متعلق جو آرزوئیں اور خواہشیں حضورؓ کی تھیں وہ بھی قرآن مجید ہی کے مرکز اور محور کے گرد گھومتی تھیں۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ کی اہلیہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں پہلی بار قادیان آئیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ اُس وقت سیدہ امتہ الحئ کی عمر آٹھ نو سال کی ہوگی اور آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ نیزہ بازی کا کھیل کھیلا کرتی تھیں اور سر پر ایک سفید رومال باندھے رکھتی تھیں کیونکہ حضورؓ اُن کو ننگے سر پھرنے سے منع کرتے تھے۔ ماہ رمضان میں عبدالحی عرب سحری کے وقت حضورؓ کے گھر پر تراویح پڑھایا کرتے تھے اور بہت خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھتے تھے۔ سیدہ امۃ الحئ باوجود چھوٹی عمر ہونے کے روزانہ باقاعدہ تراویح پڑھتی تھیں اور دینی کاموں کو بہت شوق سے کرتی تھیں۔ آپ کو حضورؓ کا درس سننے کا بھی بہت شوق تھا۔ جب بھی حضورؓ عورتوں میں درس دیتے تو فوراً قرآن شریف لے کر آبیٹھتیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں: ایک دن حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کو ارشاد فرمایا مگر وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت امۃ الحئ صاحبہ، جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں، سامنے آگئیں۔ آپؓ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی اس لڑکی کو نہالی (ایک مہترانی) کے لڑکے کو دیدو تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دیدوں گا۔ یہ کلمہ سخت عشق و محبت کا تھا مگر نتیجہ دیکھ لیں کہ بالآخر وہی لڑکی حضور کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعودؑ کا حسن واحسان میں نظیر ہے۔

حضرت سیدہ امۃ الحئیؓ 31؍مئی 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئیں اور یہ رشتہ بے شمار خیر و برکات کا موجب بنا۔ آپؓ نے ہی حضرت مصلح موعودؓ کو احمدی خواتین کی ترقی کیلئے لجنہ اماء اللہ بنانے کی تحریک کی اور اس کی سب سے پہلی سیکرٹری بھی آپؓ ہی تھیں۔ آپؓ نے ساری زندگی احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کی طرف اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ آپؓ شادی کے بعد دس سال زندہ رہیں اور یہ سارا عرصہ خدمت دین سرانجام دیتی رہیں۔ 10؍دسمبر 1924ء کو قادیان میں آپؓ نے وفات پائی جبکہ حضورؓ اپنے پہلے سفر یورپ سے ابھی واپس آئے ہی تھے۔ آپؓ کی وفات پر حضور نے فرمایا:...... سلسلہ کی عورتوں کی علمی ترقی کی اُن کے دل میں اس قدر تڑپ تھی کہ میرے نزدیک ساری جماعت میں اس قسم کی کوئی عورت موجود نہیں۔ مزید برآں وہ مجھ سے اس قسم کا عشق رکھتی تھیں کہ شاید کسی خاوند کو ایسی محبت کرنے والی بیوی نہ ملی ہو۔

اسی طرح بہشتی مقبرہ میں تدفین کے متعلق حضورؓ نے مجلس معتمدین کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

......مرحومہ کی جائداد، مہر و دیگر زیورات و قیمت زمین جو مرحومہ نے خود اپنی زندگی میں فروخت کردی تھی کل تین ہزار روپیہ سے کچھ کم تھی۔ میں مرحومہ کی وصیت کے مطابق اس کے ایک تہائی (ایک ہزار روپیہ) کو صدر انجمن کو بھیجتا ہوں۔ مرحومہ کی جائیداد میں سے جو حصہ شرعاً میرا بنتا ہے اس کے متعلق بھی وعدہ کرتا ہوں کہ روپیہ میسر ہوتے ہی میں فی سبیل اللہ کارکنان مقبرہ بہشتی کے حوالہ کردوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر شریعت اجازت دیتی تو مرحومہ موجودہ وصیت سے بہت زیادہ وصیت کرتی۔......

آپؓ کا جنازہ حضورؓ نے 11؍دسمبر کی صبح جماعت کثیر کے ساتھ اُس مقام پر پڑھایا جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا جنازہ رکھ کر پڑھا گیا تھا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں تدفین ہوئی۔ 12؍دسمبر 1924ء کو نماز جمعہ کے بعد حضور نے ایک مرتبہ پھر ان کا جنازہ پڑھایا اور خطبہ جمعہ میں فرمایا:...... میرے دل کی یہ بھی خواہش ہے کہ میں ان کا جنازہ آج پھر اس بابرکت مقام میں بھی پڑھوں جس کے متعلق خداتعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ ہے......۔ میں اس بات کے کہنے سے بھی نہیں رک سکتا کہ عورتوں پر خصوصیت سے میری اس بیوی کا احسان ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ میں عورتوں میں درس دیا کروں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی امتہ الحئ نے مجھ کو رقعہ لکھا، اس وقت میری ان سے شادی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب مرحوم اپنی زندگی میں ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے اب آپکو خدا نے خلیفہ بنایا ہے، حضرت مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھے وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میاں سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں اسلئے میں اپنے والد صاحب کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں۔ وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے اب آپ اس کو جاری رکھیں۔ وہ رقعہ ہی تھا جس کی وجہ سے میرے دل میں ان سے نکاح کا خیال پیدا ہوا۔ پس اگر اس درس کی وجہ سے کوئی فائدہ عورتوں کو پہنچا ہو تو یقیناً اسکے ثواب کی مستحق بھی مرحومہ ہی ہے کیونکہ میرا اپنا منشاء عورتوں میں درس جاری رکھنے کا بالکل نہ تھا بلکہ حق تو یہ ہے کہ عورتوں میں خطبہ، لیکچرز اور سوسائٹیاں اور ہر ایک خیال جو عورتوں کے متعلق ہوسکتا ہے اس کی محرک وہی ہیں۔

ایک خاتون اہلیہ محمد حسین بٹ صاحب نے اپنے جوشِ تبلیغ کو بیان کرنے کے بعد لکھا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ اس کا تمام ثواب حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کو ملے گا جنہوں نے کمال شوق سے طبقہ اِناث میں تعلیم احمدیت کو حضور کی ہدایات کے مطابق رواج دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ جیسی وفادار اور وفاشعار بیوی کو بعد میں بھی یاد رکھا اور جب حضرت سارہ بیگم صاحبہ سے نکاح کیا تو خطبہ نکاح میں فرمایا:

......اس وقت تک کوئی ایسی حالت مجھ پر نہیں گزری کہ میں نے اس نقصان (حضرت سیدہ کی وفات) کو بھلایا ہو اور آج تک میں نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں امتہ الحئ مرحومہ کے لیے دعا نہیں کی۔...... میں سمجھتا ہوں کہ میری روح کو امتہ الحئ کی روح سے ایک پیوستگی حاصل تھی۔...... مَیں نے یہ سمجھ کر شادی کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اس خواہش کو پورا کروں کہ مسیح موعودؑ کے خاندان سے آپ کے خاندان کا خونی رشتہ قائم ہو جائے۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا یہ میری نیک نیتی اور اپنے استاذ اور آقا کی خواہش کو پورا کرنے کی آرزو ایسے اعلیٰ درجہ کے پھل لائے گی اور میرے لئے اس سے ایسے راحت کے سامان پیدا ہوں گے ...... میں نے عمر بھر کوئی ایسی کامیاب اور خوش کرنے والی شادی نہیں دیکھی جیسی میری یہ شادی تھی......ان کے اندر ایک ایسا ایمان تھا حضرت مسیح موعودؑ پر، ایک ایسا یقین تھا اسلام کی صداقت پر کہ جو ایمان اور یقین بہت کم عورتوں میں پایا جاتا ہے۔...... میں نے ہمیشہ ان کے ایمان کو خلافت کے متعلق ایسا مضبوط پایا کہ بہت کم مردوں میں ایسا ہوتا ہے۔ ان کی دین سے محبت، ان کی حضرت مسیح موعودؑ سے محبت، ان کی وہ حالت ایمانی جو دین کے دوسرے شعبوں کے ساتھ تھی میرے حساس قلب کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکتی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے متعدد مواقع پر آپؓ کی محبت اور اخلاص کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔ یعنی محترمہ صاحبزادی امتہ القیوم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، محترمہ صاحبزادی امتہ الرشید صاحبہ اہلیہ میاں عبدالرحیم احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب۔

نپولین کا قبول اسلام

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان 15؍فروری 2007ء میں فرانسیسی حکمران نپولین کے قبول اسلام کے بارہ میں مکرمہ امۃ السلام طاہرہ صاحبہ کا مرسلہ ایک حوالہ شائع ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''نپولین کی بابت لکھا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسلام بہت سیدھا سادہ مذہب ہے۔ اس نے تثلیث کی تکذیب کی۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 85-84)

مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب ''جامع الشواہد'' میں (جو پہلی بار مئی 1960ء میں بَیری آرٹ پریس دہلی سے شائع ہوئی) تحریر کرتے ہیں: ''مناسب مقام پر ایک واقعہ یاد آگیا جب نپولین بونا پارٹ نے مصر پر حملہ کر کے فتح کرلیا اور اڑھائی برس تک فرانسیسیوں کا قبضہ رہا تھا تو خود نپولین اور اکثر افسرانِ فوج نے علانیہ جامع ازہر میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے تھے اور اسلامی نام بھی اختیار کر لئے تھے۔''

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان 14؍جون 2007ء میں مکرم محمود احمد مبشر صاحب درویش قادیان کی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی یاد میں کہی گئی نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب ذیل میں پیش ہے:

آج کیوں ہیں دل ہمارے اِس طرح سے بیقرار
بے بسی ہے ہر طرف اور آنکھ سب کی اشکبار
وہ تو درویشوں کی ڈھارس تھے ہماری آن تھے
وہ بہارِ گلستاں تھے قادیاں کی شان تھے
وہ رئیسِ قادیاں تھے رونقِ دارالاماں
ہم سے رُخصت ہوگئے ہیں آہ وہ اگلے جہاں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

16th January 2009 – 22nd January 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 16th January 2009

00:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:10	Al Maa'idah: a cookery programme teaching how to prepare a variety of dishes.
01:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th November 1996.
02:20	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
03:20	Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 9th June 1998.
04:20	Spotlight: speech delivered by Chaudhry Hameedullah on the 'History of Khilafat-e-Ahmadiyya'.
05:20	Moshaairah: an evening of poetry
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor recorded on 11th February 2007.
08:10	Le Francais C'est Facile
08:40	Siraikee Service: a discussion in Siraikee on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:25	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 23rd June 1995.
10:30	Indonesian Service
11:30	Seerat Sahaba Rasool (saw): discussion on the life and character of the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:05	Tilawat & MTA News
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh Mosque, London.
14:15	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:20	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon [R]
17:15	Spotlight: an interview with Malik Abdul Rasheed about his spiritual journey to Islam.
17:55	Learning French
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. Recorded on 7th November 2008.
20:35	MTA International News
21:10	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
22:20	The Blue Planet: a documentary
23:05	Urdu Mulaqa'at: recorded on 23rd June 1995.

Saturday 17th January 2009

00:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:25	Le Francais C'est Facile
01:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th November 1996.
03:15	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 16th January 2009.
04:30	Spotlight
05:15	The Blue Planet
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 11th February 2007.
08:15	Ashab-e-Ahmad
08:45	Friday Sermon
09:45	Art Class with Wayne Clements
10:10	Indonesian Service
11:10	Documentary on a crocodile park in Mauritius.
11:35	Ashab-e-Ahmad
12:05	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar: a variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:00	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 17th Janury 2009.
16:15	Moshaairah: an evening of poetry.
17:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 17th February 1984.
17:55	Ashab-e-Ahmad
18:30	Arabic Service: an Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:05	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15	Moshaairah: an evening of poetry [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday 18th January 2009

00:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th November 1996.
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:00	Friday Sermon
04:00	Moshaairah: an evening of Urdu poetry in commemoration of the Khilafat Centenary.
04:45	Question and Answer Session: recorded on 17th February 1984.
05:30	Art Class with Wayne Clements
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 3rd January 2009.
08:30	MTA Travel: programme featuring a visit to Calgary, Canada.
08:55	Learning Arabic: lesson no. 1.
09:15	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
10:00	Indonesian Service
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 21st December 2007.
12:00	Tilawat & MTA News
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon recorded on 9th January.
15:10	Children's class with Huzoor, recorded on 18th January 2009.
16:35	MTA Travel [R]
17:00	Learning Arabic [R]
17:15	Question and Answer Session: recorded on 22nd November 1997.
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International News
21:10	Children's Class [R]
22:30	Huzoor's Tours [R]
23:30	Seerat-un-Nabi [R]

Monday 19th January 2009

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:05	MTA Travel: a visit to Calgary.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 19th November 1996.
02:50	Friday Sermon
04:00	Learning Arabic: lesson no. 1.
04:20	Question and Answer Session: recorded on 22nd November 1997.
05:35	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 27th January 2008.
08:00	Le Francais C'est Facile
08:25	Jalsa Salana Speeches Speech delivered by Muhammad Kareem Uddin Shahid about 'Islam and Peace'.
09:00	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 7th December 1998.
10:00	Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 28th November 2008.
11:15	Medical Matters
12:00	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon
15:00	Spotlight [R]
15:55	Medical Matters
16:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
17:30	French Mulaqa'at
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th November 1996.
20:35	MTA International News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]`
22:25	Friday Sermon [R]
23:30	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 20th January 2009

00:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15	Le Francais C'est Facile
01:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th November 1996.
03:00	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18th January 2008.
04:00	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends.
04:55	Jalsa Salana Speeches
05:25	Medical Matters: A health programme on Tuberculosis and Asthma.
05:25	Spotlight
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Children's class with Huzoor, recorded on 18th January 2009.
08:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd November 1996.
09:30	Changing Climate, Changing World: an English discussion programme hosted by Dr Muhammad Iqbal on Climate Change.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:05	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Jalsa Salana Nigeria 2008: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 3rd May 2008.
15:00	Children's Class [R]
16:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd November 1996.
17:25	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
18:30	Arabic Service
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 16th January 2009.
20:30	MTA International News
21:05	Children's Class [R]
22:30	Jalsa Salana Nigeria 2008 [R]
23:20	Changing Climate, Changing World [R]

Wednesday 21st January 2009

00:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:10	Learning Arabic: lesson no. 23.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21sr November 1996.
02:35	Question and Answer Session: recorded on 2nd November 1996.
03:55	Children's Class
05:10	Jalsa Salana Nigeria 2008: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 3rd May 2008.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 28th December 2008.
08:10	Seerat Sahaba Rasool (saw)
09:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th December 1997.
10:30	Indonesian Service
11:25	Swahili Muzakarah
12:20	Tilawat & MTA News
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV.
15:00	Jalsa Salana speeches: speech delivered by Tahir Selby, recorded on 31st July 1999.
15:25	Art Class with Wayne Clements.
15:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
17:05	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th December 1997. [R]
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th December 1996.
20:30	MTA International News
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:15	Jalsa Salana Speeches [R]
22:40	Lajna Magazine
23:15	From the Archives [R]

Thursday 22nd January 2009

00:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Hamaari Kaenaat: a series of programmes about the Universe.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th December 1996.
02:35	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
03:25	Art Class with Wayne Clements
03:50	Lajna Magazine
04:25	Seerat Sahaba Rasool (saw)
05:35	Jalsa Salana Speeches
06:05	Tilawat, Dars & MTA News
07:10	Children's class with Huzoor.
08:15	English Mulaqa'at: Recorded on 16th April 1994.
09:20	Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Ghana.
10:10	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilaawat & MTA News
12:55	Bangla Shomprochar: Bengali translation of Friday sermon delivered on 19/12/2009.
14:00	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. on 10/06/1998.
15:05	Huzoor's Tours [R]
16:05	English Mulaqa'at: Rec. on 16/04/1994. [R]
17:10	Moshaairah: an evening of poetry
18:00	Al Maaidah: a cookery programme teaching how to prepare chocolate cake.
18:30	Arabic Service: Al Hiwar Al Mubashar
20:35	MTA International News
21:10	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. 10/06/1998 [R]
22:10	Al Maaidah [R]
22:55	Children's Class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT**

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 09 January , 2009 | Issue No. 02

جماعت احمدیہ برطانیہ قیام امن، معاشرتی رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کی کاوشیں نہ صرف ملک بھر میں بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی جاری رکھ رہی ہے۔

——————— (وزیراعظم برطانیہ جناب گورڈن براؤن)

آپ کے جو اصول ہیں تمام انسانوں کے لئے احترام اور رواداری وہ ہم سب کے لئے بھی بہت اہم ہیں۔
جو مختصر پیغام مَیں آپ کو دینا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ آپ کے اصول ہم سب کے لئے بہت اہم ہیں ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘
آپ کا یہ نہایت سیدھا اور صاف اصول ہے جو تمام اعلیٰ اقدار کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ آپ کے حوصلے کی وسعت اور گہرائی
اور صبر کے ساتھ اخلاقی اقدار کے قیام کے لئے کوشش کرتے چلے جانا ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔
(محترمہ ہیزل بلیئر سیکرٹری آف سٹیٹ For Communities & Local Government)

ممبران جماعت زندگی کے ہر میدان میں آپ کے ممبران خدمات انجام دے رہے ہیں (ڈومینک گریو)

اس خطاب میں جو نشاندہی حضور انور نے اخلاقی اقدار کی طرف فرمائی ہے وہ بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ (لارڈ ایوبری)

وزیراعظم برطانیہ جناب گورڈن براؤن، ہیزل بلیئرز، ڈومینک گریو، ایلن کین، سائمن ہیوز، لارڈ ایوبری اور دیگر کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب پر حضور انور کو خراج تحسین

(پٹنی کے علاقہ کی ممبر آف پارلیمنٹ جسٹین گریننگ کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں برطانیہ کے ہاؤسز آف پارلیمنٹ میں منعقد ہونے والی تاریخی تقریب میں 22/اکتوبر 2008ء کو ممبران پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفراء اور حکومتی وزراء اور دیگر معززین سے حالات حاضرہ کے تناظر میں نہایت پُرحکمت اور بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ مرتبہ: حامدہ سنوری فاروقی ۔لندن)

دوسری اور آخری قسط

محترمہ ہیزل بلیئر کی تقریر

حضور انور کے خطاب کے بعد محترمہ ہیزل بلیئرز (Hazel Blears) سیکرٹری آف سٹیٹ For Communities & Local Government نے حضور انور کے خطاب کے لئے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مَیں نہایت سچائی سے کہہ سکتی ہوں کہ مَیں نے اس خطاب کو بہت متأثر کرنے والا پایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب جو یہاں موجود ہیں بہت خوشی سے مزید وقت تک آپ کے خطاب کو سن سکتے تھے۔ کیونکہ جو امور آپ نے بیان کئے وہ آج کے زمانہ کے لئے نہایت ضروری، نتیجہ خیز اور ولولہ انگیز ہیں اور جن مسائل کی طرف آپ نے نشاندہی فرمائی وہ انسانیت کے لئے بہت بڑا چیلنج ہیں۔

انہوں نے حضور کے خطاب کو مزید سراہتے ہوئے کہا کہ اس قسم کا خطاب سیاستدان بہت کم کر سکتے ہیں اور اس قدر متأثر کرنے والی تقریر بہت کم سننے میں آتی ہے۔

اپنا تعارف کرواتے ہوئے محترمہ ہیزل بلیئرز نے اپنے شعبہ کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مَیں دو حیثیتوں سے حاضر ہوئی ہوں۔ پہلے مَیں نے اپنے شعبہ کی نمائندگی کی مگر دوسری اور زیادہ اہم وجہ یہ ہے کہ مَیں وزیراعظم برطانیہ کے نیک جذبات آپ تک پہنچانے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ وہ اگر خود آج شامل ہو سکتے تو انہیں بے حد خوشی ہوتی مگر انہوں نے مجھے خاص ہدایت دی کہ مَیں یہاں آ کر ان کی طرف سے آپ کو (حضور انور کو) خوش آمدید کہوں اور جو ممبران پارلیمنٹ یہاں اتنی بڑی تعداد میں شریک ہو رہے ہیں انہیں اور تمام سماجی رہنماؤں کو بھی خوش آمدید کہوں۔

محترمہ ہیزل بلیئرز نے کہا کہ مَیں وزیر ہوں اور میرے شعبہ کا کام ہے کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے معاشرہ کے جتنے بھی گروہ ہیں خواہ ان کا کوئی بھی مذہب ہو یا وہ کسی بھی شعبہ حیات سے تعلق رکھتے ہوں اپنے اپنے دائروں میں جو بھی امور ان کے لئے اہمیت کے حامل ہیں ان کا خیال رکھتے ہوئے ہم وہ اقدار اپنائیں جو ہمیں یکجہتی عطا کریں۔ اور ہم مل بانٹ کر ان اقدار کے ساتھ زندگی کی گاڑی چلائیں۔

محترمہ ہیزل بلیئرز نے کہا کہ جو مختصر پیغام مَیں آپ کو دینا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ آپ کے اصول ہم سب کے لئے بہت اہم ہیں ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ آپ کا یہ نہایت مصفّٰی اور سیدھا صاف اصول ہے جو تمام اعلیٰ اقدار کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں بہت سے سماجی گروہوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہوں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی اور مختلف طبقات فکر سے ملنے کا موقع ملتا رہتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ ان تمام کا دائرہ کار یا معاشرت کسی قسم کی بھی ہو ان سب کی تمناؤں کی سمت ایک ہی ہے یعنی قیام امن ، انسانی ہمدردی، مساوات اور ایک دوسرے کی اقدار کا احترام۔

انہوں نے کہا کہ یہ باتیں الفاظ میں کہنا تو آسان ہے مگر عملاً بہت مشکل۔ اس سمت میں ہم سب کوشش تو کرتے ہیں اور کبھی کامیابی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی ہم ٹھوکر بھی کھا جاتے ہیں۔

حضور انور سے مخاطب ہو کر انہوں نے کہا کہ جو الفاظ آپ نے ظالم کی مدد کرنے کے بارہ میں کہے وہ بہت اہم ہیں کیونکہ معاشرہ میں جو غلطی خوردہ ہوں ان کو روکنا بھی بہت ہی امید افزا ہے کیونکہ مَیں یقین رکھتی ہوں کہ انسانوں میں اپنے آپ کو بدلنے کی اہلیت موجود ہوتی ہے۔

محترمہ نے حضور سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کے حوصلے کی وسعت اور گہرائی اور صبر کے ساتھ اخلاقی اقدار کے قیام کے لئے کوشش کرتے چلے جانا ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ جو کام ہم کرنے کے لئے کوشاں ہیں وہ بہت بڑا چیلنج ہے اور اس میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس خیال میں تمام ممبران پارلیمنٹ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لیڈر میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ جن نظریات کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور قابل عمل نظریات ہیں اور جب ہمیں روحانی رہنمائی اور ولولے ان لوگوں سے ملتے ہیں جن کا یقین محکم بنیادوں پر چُنا ہوتا ہے تو ان کے نمونہ میں ہمیں زندگی کے نئے ولولے، لگن، حوصلے اور ذوق عطا ہوتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آج کے زمانہ میں ہم کوشش کرتے ہیں کہ جو لوگ اقتصادی پریشانی میں مبتلا ہیں اپنے مکانوں، ملازمتوں اور کاروبار کے سلسلہ میں ہم انہیں سہارا دے سکیں۔ مگر اصل بنیاد تو وہ اصول ہیں جو معاشرے کو مضبوطی عطا کرتے ہیں۔ اگر ہم ان اصولوں سے انحراف کریں تو زندگیوں میں ناقابل حل مسائل کا سامنا ہوگا۔

انہوں نے متحرمہ جسٹن گریننگ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس تقریب کا انعقاد کیا اور Tony M.P. Coleman کا ذکر بھی کیا کہ وہ ان سے پہلے اس علاقہ کے ممبر آف پارلیمنٹ تھے اور اپنے علاقہ میں رہنے والے احمدیوں کے بہت معترف تھے۔

محترمہ وزیر نے مسکرا کر کہا کہ آج اس تقریب میں ہر سیاسی جماعت کے نمائندے نظر آ رہے ہیں اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہمارے معاشرہ کی عمارت کو بہت سی باہمی اقدار نے مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا ہوا ہے جس سے آزادئ خیال کی نہایت خوش آئند تصویر سامنے آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آزاد عوام کی حکومت کا صدر مقام ہے اور مَیں عوام کی آزاد حکومت کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتی ہوں اور بہت خوش ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے۔

متحرمہ جلین میرن جو وزارت خارجہ میں نئی وزیر بنی ہیں انہیں مخاطب ہو کر محترمہ ہیزل بلیئرز نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ آپ بھی آج کی اس تقریب میں شامل ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ مختلف گروہوں کی فلاح کے لئے کوشاں رہیں گی۔ نہ صرف اس ملک میں بلکہ تمام دنیا میں

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں